جملہ حقوق محفوظ

کیوں نہوں مظہر اوصاف عجائب ہیں علیؑ
دستگیر دو جہاں حاضر و غائب ہیں علیؑ

بحمد اللہ الملک العلام کہ دریں ایام برکت التیام کتاب معجزات مفید خاص و عام بہ جلد اول

معجزاتِ علیؑ

مرتبہ

سید شبیر حسین

ابن سید غلام حسین مرحوم خادم درگاہ عالیہ

جوگی پورہ ضلع بجنور

بار اول ۱۰۰۰ جلد
قیمت فی جلد دس آ

مطبوعہ خواجہ برقی پریس دہلی

ضروری اعلان

جملہ حضرات کی خدمت میں التماس ہے کہ کتاب معجزات
درگاہ عالیہ کی اشاعت کی اجازت ہرگز کسی صاحب کو
نہیں ہے لہذا اس قسم کی تکلیف کوئی صاحب نہ فرما دیں
ورنہ بجائے فائدہ کے نقصان اٹھانا پڑیگا جتنی جلدیں درکار
ہوں خاکسار سے طلب فرماویں۔

خادم قوم

سید شبیر حسین خادم درگاہ عالیہ جوگی پورہ ڈاکخانہ رائے پور سادات

مورخہ ۲۲ اگست سنہ ۱۹۳۱ء ضلع بجنور۔ (یو۔پی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ
محمد وآلہ الطیبین الطاہرین وانبیائے مرسلین واولیائے
متقین وملائکۃ المقربین ۔ اما بعد ہیچمدان سید شبیر حسین ابن سید غلام حسین ابن
سید عطا حسین ابن سید علی بخش ابن سید فضل علی ابن سید چراغ علی ابن سید سبحان علی ابن
سید غلام محمد ابن سید راجو اعلی اللہ مقامہ بانی درگاہ عالیہ جوگی پورہ نقوی البخاری
عرض پرداز ہے کہ خاکسار کو اکثر حضرات مومنین باخدا وشائقین آئمہ ہدیٰ وزائرین درگاہ
شیر خدا علی مرتضیٰ نے اس امر پر مجبور کیا کہ کچھہ مفصل حالات درگاہ ومعجزات مشکلکشا
کو قلمبند کر کے پیش خدمت مومنین کر سکوں یہ اصرار مومنین کا ازراہ دینداری ذرہ نواز
وکرم پر منحصر ہے اور محبت آل محمد کا کافی ثبوت ہے لیکن بوجہ کم علمی اور ناقابلیت
اپنی کے معذور تھا کہ ایسے زبردست میدان میں قدم رکھنا جس کا طے کرنا بغیر تائید ایزدی
ہر طرح مشکل ہے خیال بھی کر سکوں ۔ مگر تقاضائے شدید احباب نے آج بتاریخ ۱۸
ذی الحجہ ۱۳۴۹ھ ہجری مطابق ۱۶ مئی ۱۹۳۱ء بروز چہارشنبہ کو زبردستی برائے تحریر واقعات
درگاہ قلم سپرد دست ناقابل کیا ۔ لہذا جناب باری عز اسمہ کی رحمت پر نظر کر کے اور
جناب امیر علیہ السلام کی مدد پر بھروسہ رکھکر اور مومنین کی دعا کا وسیلہ پکڑ کے شروع
کرتا ہوں اور خود بھی دعا کرتا ہوں کہ خداوند عالم اس صحیفہ نایاب کو بندہ ناچیز کی
زندگی میں تکمیل کو پہونچا کر برائے استفادہ مومنین ومومنات شائع کرادے ۔

ہر کہ خواند دعا طمع دارم
زانکہ من بندہ گنہگارم

مفصل حالات درگاہ عالیہ جوگی پورہ ضلع بجنور

بزمانہ عہد شاہ جہاں بادشاہ دادا سید راجو صاحب اعلی اللہ مقامہ
بعہدہ دیوان سرفراز تھے اور یہ وہ وقت تھا کہ جب عالمگیر نے اپنے باپ شاہ جہاں کو
قید کیا ہے اور خود تخت حکومت پر بیٹھا ہے قبل اس کے کہ اورنگ زیب اپنے ارادے میں
کامیاب ہو خیال گرفتاری اپنے باپ شاہ جہاں کا دل میں لیکر قصر بادشاہ پر پہنچا
ہے۔ سید راجو صاحب وہاں موجود ہیں دریافت فرماتے ہیں کہ شاہزادہ والا تبار کیا
ارادہ ہے عالمگیر اپنے خیالات کو سید صاحب سے مفصل بیان کرتا ہے۔ سید صاحب تمام
حالات کو بغور سننے کے بعد عالمگیر کو سمجھاتے ہیں۔ عالمگیر سید صاحب کی پند و نصائح کو سنکر
واپس ہوتا ہے لیکن کچھ دن گذرنے کے بعد پھر جوش سلطنت طبیعت کو ابھارتا ہے اور پھر
عالمگیر نے اپنے خیالات سابقہ کو قوی کر کے برائے گرفتاری اپنے باپ کے پہونچتا ہے پھر
سید صاحب سمجھاتے ہیں اور عالمگیر پھر آتا ہے اسی طرح کئی مرتبہ ہوا۔ آخر ایک مرتبہ
اورنگ زیب نہ مانا اور سید صاحب سے بہ گستاخی پیش آیا۔ سید صاحب موصوف کو بھی غصہ
آگیا اور عالمگیر کو زد و کوب کر کے اس مرتبہ بھی سمجھا دیا۔ غرضکہ یہ وقت بھی گذر گیا اور
عالمگیر اپنے ارادوں میں ناکامیاب رہا یہ سب خبریں شاہ جہاں بادشاہ کو پہونچتی رہیں
لیکن بادشاہ نے کچھ توجہ نہ کی۔ اس سے جملہ حضرات کو سید صاحب کے مراتب کا اندازہ
کرنے کا بہت کافی موقع ملیگا کہ ایک ملازم بادشاہ۔ ولی عہد سلطنت کو اس طرح نصیحت
کرے اور پھر بادشاہ وقت کچھ بھی خیال نہ کرے۔ کچھ عرصہ کے بعد شاہ جہاں نے سید صاحب
سے فرمایا کہ سید صاحب ان روزوں میں جو لڑائی درپیش ہے اس کے مصارف بہت
ہی ناقابل برداشت ہو چکے ہیں لہذا میری خوشی ہے کہ آپ جنگ کے موقعہ پر تشریف لے
جاویں اور جو صورت حال پیش ہو اس کے موافق تصفیۂ جنگ ہونا ضروری ہے -

سید صاحب نے تمام واقعات عالمگیر بادشاہ سے بنظر احتیاط مکرر سنائے بادشاہ نے فرمایا
کہ سید صاحب آپ جنگ کے قصے کو جس طرح ہو طے فرما دیں اور عالمگیر سے میں اپنی حفاظت
آپ کر لوں گا۔ سید صاحب فوراً مقام جنگ شاہی پر روانہ ہوئے اور موقعہ پر پہونچکر
کار منصبی میں مصروف ہوئے۔ یہاں عالمگیر کو نادر موقعہ ہاتھ آیا فوراً اپنے باپ کو قید
کیا اور تخت حکومت پر بیٹھ گیا۔ جسوقت عالمگیر کی تاجپوشی کی خبر سید صاحب کو پہونچی فوراً
گذشتہ واقعات یاد آ گئے اور خیال کیا کہ اب عالمگیر جو سب سے پہلے بدلے گا وہ مجھ سے
لے گا یہ خیال کر کے فوراً وہاں سے اپنے وطن مالوف مقام جوگی پور ضلع بجنور کو روانہ
ہوئے اور بخوف عالمگیر اپنے گھر اپنے عزیزوں میں چھپ کر زندگی بسر کرنے لگے۔
مگر اس واقعہ سے جو عالمگیر اور میر صاحب کے درمیان ہو چکا تھا۔ سید صاحب نے
اپنے تمام عزیزوں اور رعایا کو مطلع کر دیا تھا۔

درگاہ جہاں پر قائم ہے یہ مقام بن تھا سید صاحب نماز صبح پڑھنے سے
پہلے اس جنگل میں آ جاتے اور نماز مغربین پڑھنے کے بعد مکان کو اس غرض سے جاتے
کہ یہ راز کسی نفس پر ظاہر نہ ہو کہ سید صاحب یہاں رہتے ہیں اسی طرح چند روز گذرنے
کے بعد خیال آیا کہ اگر اسی طرح پر زندگی کو پوشیدگی کے ساتھ گذارنا چاہا تو کب تک؟
کیونکہ نہ معلوم زندگی کتنی ہے کوئی ذریعہ ایسا پکڑو جس سے عالمگیر کا خوف جاتا رہے۔
اور ایسے جابر بادشاہ سے آبرو بچے ہر طرح کے دنیوی قوتوں پر سید صاحب نے اپنے
حوصلہ پردازی کی اسپ خیال ہر جگہ سے ناکام واپس آیا اور سید صاحب کو کوئی
چارہ آبرو بچانے کا نہ مل سکا پھر کیا کرتے چپ ہوئے اور درگاہ رب العزت میں
آہ و زاری بحالت بیقراری ایسی کی کہ تو ارحم الراحمین ہے کوئی ذریعہ نجات میرے
لئے بھی پیدا کر جو یہ بندۂ حقیر بھی حملہ عالمگیر سے بچ سکے۔ فوراً قلب مومن یعنی سید اجو
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دل نے آواز دی کہ کیا جناب امیر علیہ السلام کے سوا ابھی کوئی

تو تابی ہے جو تیری حاجت روائی کرے گا۔ سید صاحب نے بغور سننے آواز غیبی کے یا عبد القادر گنج کہا اور اسی روز سے یہ ہی وظیفہ شروع کیا۔ ایک چلّہ ختم ہونے پر اتفاقاً سید صاحب کی آنکھ ایک روز صبح کو سوتے ہوئے نہ کہلی اور دن نکل آیا چونکہ اب تک سید صاحب کے رہنے کا حال کسی کو معلوم نہ تہا۔ اس خیال سے سید صاحب نے روز روشن میں اپنے مقام پوشیدگی پر آنا مناسب نہ سمجہا۔ اور دوپہر کا کہانا کہانے کے بعد بستر پر شوق دیدار جناب حیدر کرار لے کر سو رہے۔

اسی روز اس جنگل میں ایک برہمن ضعیف جو موضع جوگی پورہ کا رہنے والا تہا۔ گہاس کہودنے آیا تہا ابہی وہ برہمن گہاس کہودنے سے فارغ نہ ہوا تہا کہ وقت قریب دوپہر کے پہونچا۔ ناگہاں برہمن مذکور کو معلوم ہوا کہ ایک سمت سے گہوڑوں کے ٹاپوں کی آواز آتی ہے۔ چونکہ یہ شخص بہی سید صاحب کے قصّہ سے مطلع تھا فوراً سمجہا کہ آج لشکر شاہی سید صاحب کی گرفتاری کو آ گیا یہ خیال کر کے جلد جلد اپنی گہاس کو اکھٹا کیا اور چاہا کہ اس کو لے کر چلوں۔ اور سید صاحب کو اطلاع دوں کہ آج عالمگیر کا لشکر آ گیا ہے آپ اپنی حفاظت کا انتظام کر لیں ابہی برہمن مذکور اپنے خیالات کو دل میں طے بہی نہ کر چکا تہا کہ فوراً ایک سوار سامنے آیا اور فرمایا کہ تو کون ہے اور کہاں رہتا ہے ضعیف تو تہا ہی مگر سوار کو دیکہکر اور بہی ضعف بڑہ گیا۔ کانپ کر بولا حضور میں ایک غریب آدمی قوم کا برہمن ہوں۔ موضع جوگی پورہ کا رہنے والا ہوں۔ گہاس کہود کر فروخت کرنا میرا پیشہ ہے اسی پیشہ سے اپنے اہل و عیال کی پرورش کرتا ہوں سلسلہ معاش آج بہی اس جنگل میں گہاس کہودنے کو آیا تہا، چونکہ اب دوپہر ہو گیا ہے اب چاہتا ہوں کہ اپنے گھر جاؤں اور کچھ آرام کروں۔

سوار نے فرمایا۔ اچہا تجھے ہمارا سردار بلاتا ہے چل۔ یہ سننا تہا کہ برہمن کے جان پر بن گئی مگر مجبوری کیا کرے آخر چار و ناچار سوار کے ہمراہ چلا اور اس مقام پر پہونچا جہاں درگاہ قائم ہے دیکہا کہ ایک بزرگ نقاب پوش فرش خاک پر اس جگہ

جہاں جنگلہ آہنی کے درمیان چوکی بنی ہوئی ہے تشریف فرما ہیں۔ سامنے گیا اور جھک کر سلام کیا بزرگ موصوف نے بھی وہی سوالات برہمن سے فرمائے، جو پہلے ہو چکے تھے لہذا برہمن مذکور نے وہی جواب دئے جو پہلے دے چکا تھا۔ یہ سب کچھ ہوا لیکن برہمن مذکور کے حواس اس جلال جبروت شان پروردگار صاحب دلدل سوار مولانا حیدر کرار مالک ذوالفقار اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب ع کو دیکھکر دریائے تحیر میں غرق ہوئے اور فوراً بحر حیرت میں غوطہ زن ہو کر سوچنے لگا کہ اے پرمیشور آج کیا معاملہ ہے۔ میں تو آج وہ کچھ دیکھ رہا ہوں۔ جو میں نے آجتک نہ دیکھا اور نہ کسی اپنے بزرگ سے سنا تھا ابھی یہ بے چارہ ان خیالاتِ حیرت انگیز کا کچھ بھی تصفیہ نہ کرنے پایا تھا کہ سرکار نے فرمایا۔ بھائی ہمارا لشکر عالم گیر کا لشکر نہیں ہے۔ تم خائف نہ ہو۔ بلکہ تم جاؤ اور سید راجو سے ہماری طرف سے جاکر کہو کہ تم جن کے اشتیاق میں اب تک اس جنگل میں تڑپتے رہے ہو اب وہ تمہارے شوق ملاقات میں فلاں جگہ مقیم ہیں اور۔ یہ بھی کہنا کہ کیا رسم محبت کا یہ بھی تقاضا ہے کہ آپ تو گھر پر فرش خواب پر آرام کریں اور ہم اس جنگل میں بوقت دوپہر تمہارے شوق ملاقات میں بسر کریں۔ برہمن نے عرض کی کہ حضور مجھکو وہاں تک کون جانے دیگا کیونکہ میں تو رعایا کا آدمی ہوں۔ مکان پردہ دار ہے اور خانۂ سادات۔ یہ جملہ سنکر سرکار والا تبار کو کچھ یاد آگیا اور جانے کون سا وقت یاد آیا کہ الفاظ پردہ داری کو سنکر حضور بہت موثر ہوئے۔

برہمن نے یہ بھی عرض کیا کہ میں ضعیف آدمی ہوں آنکھوں میں بینائی کم ہے راستہ صاف دکھائی نہیں دیتا ہے آپنے فرمایا کہ آنکھیں بند کر۔ پھر فرمایا کہ کھولدے حسب الحکم برہمن نے جو آنکھیں کھولیں تو فوراً ابصار میں اپنے کو تندرست پایا۔ بیساختہ اپنے آپ کو حضور کے قدموں پر گرا دیا اور عرض کی کہ اے مہاراج آپ یہ تو فرما دیں کہ آپ کون رشی ہیں میں تو سخت حیران ہوں کہ آج میں کیا دیکھ رہا ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ میرا نام علی مشکلکشا ہے اور میں بھی سید کی حمایت و امداد کو آیا ہوں

جس کا تو خیر خواہ ہے اسی کے ہم بھی بہی خواہ ہیں اب تو جا اور سید کو مطلع کر۔
برہمن حضور سے رخصت ہو کر چلا کہ سید صاحب کو اطلاع دوں۔ لیکن جو کچھ مولائے مومنین برہمن سے ارشاد فرما رہے تھے وہی سب کچھ سید راجو صاحب سوتے ہوئے خواب میں دیکھ رہے تھے اب آپ خیال فرمائیں کہ جب ایک مبتلائے محبت اپنے آقا کو اپنی امداد کے لئے آتے ہوئے دیکھے تو پھر کوئی صورت تسکین بجز زیارت دیدار ہو ہی نہیں سکتی فوراً خواب سے بیدار ہو کر اسی لباس خواب میں روانہ ہوئے ایک بزرگ خاندان کا اس طرح سوتے سے اٹھ کر وقت دوپہر سر و پا برہنہ چلنا تمام عزیزوں کے لئے بے چینی کا باعث ہو گیا کیونکہ تمام عزیز و اقارب واقعات عالمگیر اور سید صاحب سے بخوبی واقف ہو چکے تھے۔ اس لئے ایسی حالت میں سید صاحب کو چلتے ہوئے دیکھکر سب کو یقین ہوا کہ عالم گیر کے خوف نے ان کی ایسی حالت بنا دی غرض تمام عزیز اور سید صاحب آگے پیچھے اس جنگل میں جہاں درگاہ ہے پہونچے چونکہ اس طرح پر سید صاحب کا آنا حکم آقا کے خلاف تھا اس وجہ سے سید صاحب کو زیارت نصیب نہ ہوئی بلکہ ایک مقام پر گھوڑے کے سُم اور کف تازہ پائے یہ دیکھکر سید صاحب کی حالت نہایت ہی بے قراری کی ہوئی اور بہت فریاد و واویلا مچائی اور برائے تسکین قلب ان نقش قدم اسپ اور کف تازہ کو گھر سے ایک طشت منگوا کر باین خیال ڈھانک دیا کہ جب تک یہ نشان باقی رہیں گے زیارت کرتا رہوں گا اسی طرح فریاد و زاری میں وہ دن تمام ہو گیا۔ رات ہوگئی سید صاحب گھر کو گئے اور بعد ادائے فریضہ مغربین و کھانا کھانے کے بعد بستر خواب پر بغرض آرام تشریف لے گئے مگر ایسی حالت بے قراری میں نیند کہاں آتی کروٹیں بدلتے رہے اور یا علی ادرکنی کہتے رہے شب کے کسی حصہ میں جب سید صاحب کو ذرا غنودگی ہوئی تو پھر خواب میں آقائے حیدر کرار صاحب ذوالفقار کو اپنے پاس تشریف لاتے ہوئے دیکھا آپ فوراً اسی حالت خواب میں اٹھ کر قدموں پر آقا کے گر پڑے اور قدم مبارک پر آنکھوں کو مل کر عرض کی کہ یا آقا میرے میں بہت

پریشان ہوں للّٰلہ میری تقصیر کو معاف فرمایئے ، سرکار نے سید صاحب کو اپنے قدم مبارک سے
اٹھا کر اپنے سینہ سے لگا لیا اور فرمایا کہ تو عالمگیر کا کچھ بھی خوف اپنے دل میں نہ لا. اب عالمگیر
تجھے کوئی ایذا نہ پہونچا سکیگا بلکہ تو چاہے تو اس کی ملازمت اختیار کرلے اب اس سے
تجھ کو بہت فائدہ پہونچے گا. سید صاحب نے عرض کی کہ میں اب ملازمت نہیں کرتا اب تو
یہی چاہتا ہوں کہ بقیہ زندگی حضور ہی کے زیر سایہ پرورش گذاردوں ۔

سرکار نے فرمایا۔ اچھا یہ مقام ہم کو بہت پسند آگیا ہے لہٰذا ہم یہ چاہتے ہیں کہ تو
ہمارے نام سے یہاں ایک درگاہ بنوادے تاکہ خلق خدا یہاں قیامت تک آتی رہے اور خدا
وند عالم اس کی مشکلوں کو آسان کرتا رہے . ہم نے تجھکو تنہا بلایا تھا لیکن تو تنہا نہ آسکا
اسوجہ سے پردہ رحمت نے ہم کو تیری نظر سے پوشیدہ کر دیا تو اس کا مطلق غم نہ کر، ہم ہر
طرح سے تیری امداد کو موجود ہیں کوئی شخص کسی قسم کی گزند تجھ کو نہ دیگا اب سید صاحب
کو کافی اطمینان ہو گیا اور یہ بشارت ہونے کے بعد فوراً سید صاحب سجدۂ شکر میں گر
پڑے اور اس بندہ نوازی کو اپنے لئے بڑا فخر سمجھا اور اپنے کاروبار دنیوی میں باطمینان
مصروف ہوئے۔

سید صاحب مشاغل خانگی میں ضرور مصروف تھے لیکن ہر وقت دل میں خیال آقا
کی تعمیل ارشاد کا رہتا تھا مگر مجبوری یہ تھی کہ اس زمانہ میں جب کہ ضروریات پورا کرنے
کو کوئی ذریعہ سواری کا مثل ریل وغیرہ کے باسانی نہ تھا تو سوچتے تھے کہ اینٹ تو میں
اپنے یہاں پژاوہ لگوا کر بھی بنوا سکتا ہوں لیکن برائے صرفہ تعمیر چونہ اور پانی کا . .
انتظام مشکل ہے ۔ اسی تردد و فکر میں کچھ عرصہ گذرا تو مولا پھر تشریف لائے اور فرمایا کہ
ہم نے جو تجھ سے درگاہ کی عمارت تیار کرانے کو کہا تھا مگر تو نے اس کا کچھ خیال نہ کیا
سید صاحب نے فوراً دست بستہ ہو کر اپنی مجبوری کا سرکار میں اظہار کیا۔ بجواب آقا نے ارشاد
فرمایا کہ اچھا وہ جو گولر کا درخت کھڑا ہے وہاں پر ایک گڑھا کھدوانا ۔ اور اس جگہ

سے دو چار قدم جانب غرب چل کر اور زمین کھدوانا اور پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھنا
کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ سید صاحب نے حسب الحکم تعمیل کی تو گولر کے درخت سے
ایک چشمہ پانی تین گز کے تنہ سے دو بالشت کے قطر میں جاری ہوا اور دوسری جگہ جو
زمین کھودی گئی تو بجائے مٹی کے چونہ نکلا اب سید صاحب دل کی مراد پاکر بہت خوش
ہوئے اور درگاہ کی عمارت اور مسجد اسی چونے اور پانی سے تیار کی جب تعمیر ختم ہو چکی
تو چونہ نکلنا بند ہو گیا لیکن چشمہ برابر جاری رہا اور لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہے
اس واقعہ کو یہاں چھوڑتا ہوں پہلے کچھ حال موضع احمد پور سادات عرف جوگی پورہ اور
سادات جوگی پورہ کا مفصل طریقہ پر پیش ناظرین کرتا ہوں۔

چونکہ یہ معجزہ ایک نہایت گھنے جنگل اور بن کے اندر سید راجو صاحب کی امداد میں
واقع ہوا تھا جس کی ایک مختصر یادگار بموجب حکم جناب امیر علیہ السلام قائم کر دی گئی تھی
لہٰذا سید صاحب موصوف نے اس کا تعلق اپنی ذات ہی سے وابستہ رکھا اور اسکو شہرت
دینے کی کوشش نہیں کی البتہ خاندان سید صاحب نے اس مقام سے اعتقاد واثق قائم رکھا
اور اپنی اپنی حاجات و مہمات لیکر درگاہ جاتے رہے اور کامیابی حاصل کرتے رہے۔ رفتہ رفتہ
موضع جوگی پورہ کی ہر قوم کے لوگ معتقد ہو گئے اس طرح قرب و جوار کے دیہات میں شہرت
ہو گئی اور اہل حاجت آ کر اپنی مرادہائے دلی کو پہونچتے رہے ایک عرصہ تک یہی صورت
رہی شدہ شدہ شہرت بڑہنا شروع ہوئی حتٰی کہ قصبات اور ضلع کے اندر کے شہروں
تک پہونچ گئی اور پھر اضلاع ملحقہ میں ہوئی اور زائران کی آمد و رفت ہونے لگی،
چنانچہ اب عرصہ تقریباً پچاس سال سے عام شہرت ہے اور ہر طبقہ اور ہر مذہب کے زائرین
ادنیٰ و اعلیٰ حاضر درگاہ ہو کر مستفیض ہوتے ہیں اور بلاناغہ قریب قریب روزانہ ہمیشہ
زائرین کی آمد و رفت جاری ہے اور زائرین کی خوش اعتقادی اور عالی ہمتی کا نتیجہ
ہے کہ اب درگاہ کا گنبد اور احاطہ پختہ قلعی چونہ اور اسباب آرائش سے آراستہ موجود

ہے اور متعلقات درگاہ میں پختہ چاہات پختہ مسجد، پختہ امام باڑہ۔ پختہ مکانات مقام زائرین فرنیچر موجود ہے مگر کوئی جائداد موقوفہ غیر مستقل آمدنی ہونے کی وجہ سے ترقی درگاہ کی رفتار بہت سست ہے خدا کرے کہ والیان ملک یا رؤساء عظام میں سے کسی کی توجہ اس طرف مبذول ہوکر اس سستی رفتار کو اپنے بذل و کرم سے تیز بنادے۔

حالات موضع جوگی پورہ

موضع احمد پور سادات عرف جوگی پورہ۔ پرگنہ و تحصیل نجیب آباد ضلع بجنور میں ہے۔ پہلا نام اس موضع کا جوگی پورہ ہے لیکن جب سے اس میں سادات نے آکر قیام کیا تو اس موضع کا نام احمد پور سادات رکھا اور کاغذات سرکاری میں بھی احمد پور سادات ہی لکھا جاتا ہے۔ یہ موضع دامن کوہ میں آباد ہے۔ پہاڑی سلسلہ اسی موضع سے بہت ہی قریب ہے اکثر جنگلات جو اس موضع کے قریب ہیں ان میں شکار بھی ہوتا ہے زائرین کی آمد و رفت کے لئے ریلوے لائن ای آئی آر بہت نزدیک ہے جو مغلسرائے سے چل کر لکھنؤ پھر مراد آباد اور سہارن پور تک چلتی ہے اور پھر سہارن پور سے این ڈبلیو آر میں شامل ہو کر پشاور تک چلی جاتی ہے بہر کیف پنجاب سے تشریف لانے والے حضرات سہارن پور ہو کر اسٹیشن نجیب آباد پر اترتے ہیں اور پورب سے آنے والے مراد آباد ہو کر نجیب آباد اتر کر آتے ہیں۔

پنجاب کی طرف سے آنے والوں کے واسطے تو نجیب آباد سے بہتر اور قریب اسٹیشن کوئی نہیں ہے۔ نجیب آباد قصبہ ہے اور وہاں پر ہر قسم کی سواری کا انتظام درگاہ پر آنے کے لئے بہ آسانی ہو جاتا ہے موضع جوگی پورہ سے یہ مقام پانچ میل بر جانب غرب ہے راستہ میں چھوٹی چھوٹی دو ندیاں پڑتی ہیں۔ سڑک خام اور ناہموار ہے لیکن سواری ہر قسم کی چلتی ہے۔ پورب کی طرف سے آنے والوں کو اسٹیشن نجیب آباد سے پہلے دو اسٹیشن پڑتے ہیں ایک بوندکی دوسرا مرشد پور۔ بوندکی اسٹیشن موضع جوگی پورہ سے تین میل پر واقع ہے۔

مرشد پور اڑ ہائی میل پر ہے لیکن دونو اسٹیشن دیہات کے ہیں سواری کا انتظام بہت وقت سے ہوتا ہے اور گاڑی بھی بہت کم ٹھہرتی ہے البتہ اگر کوئی صاحب تشریف لانے والے متولی صاحبان کو اپنی آمد کی اطلاع صحیح وقت کے ساتھ دیدیتے ہیں اور حسب ضرورت اپنے تانگوں کی تعداد سے مطلع فرمادیتے ہیں تو ہر دو مقام پر تانگے ....

خاص وقت مقررہ پر پہونچ جاتے ہیں بشرطیکہ نصفی کرایہ بھی تانگوں کی اطلاع کے ساتھ بذریعہ منی آرڈر آچکا ہو کرایہ نجیب آباد سے درگاہ تک فی تانگہ ایک روپیہ آٹھ آنہ اور بوندکی سے ایک روپیہ چار آنہ اور مرشد پور سے ایک روپیہ فی تانگہ ہے یہ کرایہ عام قوم کی طرف سے اسوقت طے ہو چکا ہے جب درگاہ پر جلسۂ انجمن مرتضوی ہوا کرتے تھے جن کا ذکر شاید آگے چل کر کسی جگہ پر کر سکوں لیکن یہ تمام راہیں سڑک خام ہیں۔ باوجود راستوں کی ناہمواری اور سواریوں کے ملنے اور نہ ملنے کی تکالیف زائرین کو روزمرہ پیش آتی ہیں لیکن آمد زائرین کی کثرت۔ لفضلہ روز بروز افزوں ہے اور نجیب آباد کے اسٹیشن پر اترنے سے کوئی تکلیف بھی نہیں ہوتی ہے کیونکہ وہاں پر ہر قسم کی سواری ملجاتی ہے اور ہر وقت ملتی ہے راستوں میں کسی قسم کا خوف مثلاً لوٹ مار وغیرہ کے کچھ نہیں ہے ہرطرح امن وامان ہے۔ موضع جوگی پورہ میں ہر قسم کے لوگ ہندو مسلمان آباد ہیں۔ یہ موضع بہت چھوٹا سا موضع ہے اس موضع میں جو سادات آباد ہیں وہ سب اولاد سید راجو صاحب اعلی اللہ مقامہ بانئ درگاہ جوگی پورہ سے ہیں (خدا کی شان۔ یہ گھر بھی صاحب طبل و علم تھا اور سنہ ۱۸۶۶ء تک اس گھر کی حالت بہت اچھی تھی لیکن اس کے بعد نشانۂ انقلابات عالم ہو کر اب درجۂ کمالات افلاس کو طے کر رہا ہے۔ خدا کا شکر ہے)۔

اور اولاد جناب سید راجو صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہونے کی حیثیت سے ان ہی لوگوں کا انتظام درگاہ پر ہے۔ اور یہ ہی لوگ متولی اور منتظم ہیں۔ آمد و خرچ درگاہ کے متعلق جو کچھ ہوتا ہے اس کا کلیتہً اختیار خود رکھتے ہیں کسی کے محکوم نہیں ہیں کیونکہ درگاہ مقدس

ان لوگوں کی ذاتی جائداد موروثی میں واقع ہے لیکن ۲۱ر اپریل ۱۹۳۱ء کو آراضی متعلقہ درگاہ
وقف علی الاولاد ہو چکی ہے. موضع جوگی پورہ کے ساتھ ہی موضع رمپوری آباد ہے ان دونوں
مواضعات کی آبادی بالکل ایک ہے لیکن کاغذات سرکاری بالکل علیحدہ علیحدہ ہیں موضع
رمپوری میں بھی سوائے دوسری قوموں کے سادات آباد ہیں لیکن ان بزرگواروں کا کوئی
تعلق یا حق درگاہ پر نہیں ہے اور نہ کوئی خاندان سیّد راجو صاحب سے خاص قربت حاصل
ہے البتہ یہ سب لوگ برادری کے ضرور ہیں. یہ تمام بزرگوار خورد و کلاں عورت و مرد نہایت
ہی نیک طبیعت اور پاکباز ہیں. صاحبان خلق و مروت ہیں مومنِ خالص ہیں درگاہ پر مجالس وغیرہ
میں خوب شرکت فرماتے ہیں جس سے مجالس کو خوب رونق ہوتی ہے. اور نذر نیاز میں اچھی خاصی
جمعیت بڑھ جاتی ہے اللہ کا شکر ہے کہ امورات مذہبی ان صاحبان کی وجہ سے خوب رونق
پائے ہوئے ہیں غرضکہ یہ لوگ یعنی صاحبان رمپوری درگاہ سے خاص محبت رکھنے والے اور
سادات جوگی پورہ پر خاص طریقہ سے کرم فرمانے والے حضرات ہیں جن کی تعریف احاطۂ تحریر
خصوصاً خاکسار کے قلم سے باہر ہے جس کا مجھے سخت افسوس ہے کہ میں ان بزرگوں کی شان
میں ان کے مراسم کی موافق ایک لفظ بھی تحریر نہ کر سکا بجز اس کے کہ درگاہ رب العزت
میں مستدعی ہوں کہ خداوند عالم بطفیل ائمہ ہدیٰ ان لوگوں کے تمام حالات اور واقعات پر
رحم فرمائے تاکہ سادات جوگی پورہ کو اپنی زندگی میں اپنے ان مربی اور سرپرستوں سے بخوبی
فیض پہونچے اور درگاہ مقدس کے زینت کے بھی کل اسباب ترقی قائم رہیں آمین

درگاہ مقدس کے نام کوئی آراضی سوائے اس زمین کے جس میں درگاہ عالیہ قائم
ہے دوسری نہیں ہے اور نہ کوئی دوسرا ذریعہ برائے اخراجات درگاہ مسلسل طریقہ پر مشل
چندہ وغیرہ کے ہے جو لوگ صاحبان زائرین درگاہ پر تشریف لاتے ہیں ان ہی حضرات کی
توجہ کفیل اخراجات کی ہوتی رہتی ہے.

مجھے یہ بھی عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ درگاہ مقدس کسی دوسری

قوم کے متعلق ہوتی تو آج اس کی ضروریات محتاج بیان نہ ہوتیں کیونکہ درگاہ عالیہ کو اس سرزمین پر قائم ہوئے تقریباً ڈہائی سو برس سے بھی کچھہ زائد عرصہ ہوتا ہے خداوند عالم ہماری قوم کی توجہ کو اس طرف اپنی رحمت سے مبذول فرمائے تاکہ آئندہ کے انتظامات متعلق درگاہ قابل ذکر ہو سکیں موضع جوگی پورہ سے ایک میل کے فاصلہ پر موضع رائے پور سادات جانب مشرق تحصیل نگینہ ضلع بجنور میں آباد ہے یہاں بھی سادات رہتے ہیں جن کے اخلاق قابل شکریہ ضرور ہیں جو ہر صاحبان کو ان سے ملنے کے بعد معلوم ہو سکتے ہیں۔

التماس ضروری

جس روز سے درگاہ عالیہ اس زمین پر قائم ہوئی ہے اور جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے ہیں۔ جو کچھ فیض خلق خدا نے اٹھائے ہیں اب تک بحالت پوشیدگی جاری ہیں۔ کبھی کسی اخبار یا بصورت کتاب شائع نہیں ہوئے کیونکہ کبھی اس طرف توجہ نہیں ہوئی اور نہ اس کی ضرورت ہی پیش آئی جو ایسا ہوتا شروع میں زائرین کا ایسا مجمع بھی نہ ہوتا تھا اس قدر درگاہ عالیہ کی شہرت بھی نہ تھی۔ لیکن فیض جناب امیر علیہ السلام برابر جاری رہا بہت سے معجزات ایسے ہیں جو سینہ بسینہ چلے آتے ہیں۔ اب خاکسار نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ برائے تازگی ایمان مومنین تمام واقعات کو طبع کرا کے بصورت کتاب پیش خدمت مومنین کروں لہٰذا تمام معجزات جو اب تک متفرق طریقوں پر مشہور ہیں ایک جگہ جمع کرتا ہوں اور صاحبان مومنین و مومنات سے طالب دعا ہوں۔

سب سے پہلے وہ معجزات مندرج کتاب ہٰذا کرتا ہوں جو اپنے بزرگوں سے سلسلہ بسلسلہ سنتا ہوا چلا آیا ہوں بعد اس کے وہ معجزات جو کتاب الزائرین جلد اول متعلق درگاہ ہے جو زائرین کے ہاتھ سے لکھے ہوئے ہیں۔

معجزہ اول تو یہ ہی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ـ جناب سید راجو صاحب اعلے اللہ مقامہ کے یا علی اور کہنے پر اس جنگل و بن میں برائے امداد سید صاحب تشریف لائے جس کا ذکر شروع کتاب میں ہو چکا ہے جس بنا پر یہاں درگاہ قائم ہے اور سید راجو صاحب سے یہ فرمایا ہے کہ تم ہمارے نام سے یہاں ایک روضہ تعمیر کرا دو یہ مقام ہمیں پسند آ گیا ہے اور قیامت تک یہ مقام رحمت پروردگار ہو کر آباد رہے گا اور تمام خلائق کی مشکلیں آسان ہوں گی چنانچہ بموجب فرمان مولا علی یہ سلسلہ اب تک جاری ہے اور انشاء اللہ قیامت تک قائم رہے گا یہ ہی وہ درگاہ ہے کہ جہاں ہر مذہب کے لوگ آتے ہیں اور بلا تفریق مذاہب فیضیاب ہوتے ہیں۔

معجزہ ۲ ـ جناب سید راجو صاحب کو برائے تعمیرات عمارت روضہ منورہ چونہ اور پانی کی فکر در پیش ہوئی ہے اور کوئی انتظام سید صاحب کے نزدیک سمجھ میں نہیں آسکا ہے تو بموجب حکم شاہ ذوالفقار جناب حیدر کرار ع زمین سے چونہ نکلا۔ اور گولر کے درخت سے ایک بڑی ٹونٹی دھار میں پانی جاری رہا اور بعد تعمیر چونہ نکلنا زمین سے بند ہو گیا۔ اور پانی کا چشمہ مدت تک جاری رہا مسجد جو اب تک باقی ہے اس کی عمارت اسی چونہ اور پانی سے بنی ہے۔

معجزہ ۳ ـ جتنا گڑھا سید راجو صاحب نے گولر کے درخت کے نیچے کھودا تھا کبھی پانی اس گڑھے کے باہر بموجب اپنی خاصیت کے نہ ہوا حالانکہ پانی ۲۴ گھنٹہ برابر اتنی ہی تعداد میں اوپر سے گرتا تھا۔ اعجاز یہ تھا کہ پانی چاہے اس میں سے صرف نہ ہو کبھی بہتا نہ تھا اور جتنا چاہے صرف کیجئے جو بھر کم نہ ہوتا تھا۔

معجزہ ۴ ـ باوجود ہزارہا نکتہ چینیوں کے یہ مقام رات دن مقبول باری تعالی ہوتا چلا جاتا ہے اور لوگ ہر طرف سے ہر قوم کے جوق در جوق چلے آتے ہیں اور فوراً فیضیاب ہو کر خوش خوش واپس جاتے ہیں چاہے کیسی ہی مشکل لے کر آئیں خواہ بصورت بیکاری یا تمنائے اولاد یا ادائیگی قرضہ یا تمنائے سفر زیارت عتبات عالیہ یا فتح و کامیابی بمقابلہ

دشمن ۔ یا حصول ہدایت ورحمت پرور دگار، یا کامیابی مقدمات یا حصول صحت ایمانی و جسمانی وغیرہ وغیرہ ۔ اس میں شک ہی نہیں ہو سکتا کہ آپ کیسی ہی غرض لے کر آئیے اور بامراد واپس نہ جائیے جیسا کہ جناب شیخ ذاکر حسین صاحب ثاقب لکھنوی نے اس درگاہ میں حاضر ہو کر ایک رباعی نظم کی ہے جو صاحبان بصیرت کے لئے ایک بشارت غیبی کا لطف دیتی ہے ۔ وہ لکھتے ہیں ؎

آلامِ جہاں سے مطمئن پھرتے ہیں ÷ ہو ہو کے جواں بخت مُسن پھرتے ہیں
یا شاہ نجف عجب ہے تیری سرکار ÷ در پر ترے پھرا ہو تو دن پھرتے ہیں

معجزہ پنجم ۔ درگاہ قائم ہوئی ہے ۔ لیکن مقام جنگل ہے کوئی مکان زائرین کے قیام کے لئے نہیں ہے زوار آتے ہیں اور اپنے اہل و عیال کو لے کر فرش خاک پر پڑتے ہیں ۔ مگر مجال کیا جو کبھی کسی موسم میں حشرات الارض زائرین یا ان کی عورات یا ان کے اطفال کو کسی قسم کا ضرر پہونچا دیں حالانکہ یہ خلقت جنگل کی خاص طور پر مکیں ہے مگر ایسا کبھی ہوا ہی نہیں اور نہ اب ہے اس موقعہ کو جناب سید آل احمد صاحب نعیم سہسوانی نے ایک شعر کے اندر خوب ہی نظم فرمایا ہے کہ

بقعۂ انوار ہے جوگی پورہ کی سرزمیں ÷ وادیٔ مقدس ہے فیض حیدر کرار سے

مگر اب تو زائرین و مومنین کی توجہ سے برائے قیام زائرین مکانات بن گئے ہیں اور انشاءاللہ آئندہ زیادہ بن جانے کی امید ہے کیونکہ جائے تنگ است مردماں بسیار کا ابھی تک مضمون ہے خداوند عالم نے اگر اپنا فضل کیا اور رؤسا قوم کی توجہ درگاہ عالیہ کی طرف پھر دی تو انشاءاللہ ضروریات متعلق درگاہ بہت جلد فراہم ہو جائیں گی ۔

معجزہ ۶ ۔ جب درگاہ عالیہ قائم ہو چکی اور نزدیک و دور شہرت ہو چکی تو ضلع مظفر نگر کی کسی بستی کے دو بزرگ جو آپس میں دونوں بھائی تھے درگاہ پر تشریف لائے ۔ گولر کے درخت

سے پانی کو جاری دیکھکر دونوں میں سے ایک نے کہا کہ اگر یہ درخت گر جائے تو پھر زوارون کو پانی کی تکلیف ہو جائے گی۔ دوسرے صاحب نے فرمایا کہ آپ یہ کیا کہتے ہیں بھائی جس نے اپنے زواروں کا یہ انتظام کیا ہے اگر یہ درخت گر بھی گیا تو وہ دوسرے درخت سے پانی جاری کر دیگا۔ پہلے صاحب نے فرمایا کہ یہ درست ہے مگر یہاں ایک کنواں بنوانا چاہیے دوسرے صاحب نے کہا کہ کنواں تیار کرانے سے آپ کی کیا یہ مراد ہے کہ اس اعجاز کو بند کر دیا جائے یہ فرماکر وہ ایک صاحب تو چل دئے مگر دوسرے صاحب نے کنواں بنوانا شروع کر دیا جب کنواں بن چکا اور اس کا پانی خرچ میں آنے لگا۔ اسی وقت وہ چشمہ بند ہو گیا وہ کنواں یہ ہے جو چبوترے پر مکان کے سامنے بنا ہوا ہے۔

معجزہ۔ ۷۔ شیر برائے زیارت درگاہ پر سلام کرنے کو بلا کسی رکاوٹ کے دن رات کو برابر آتا تھا اور کبھی کسی زوار سے کچھ نہ کہتا تھا بلکہ مثل پالو جانوروں کے برابر پھرتا رہتا تھا ایک مرتبہ کچھ لوگ اتفاق سے درگاہ پر صاحبان بندوق مقیم تھے اچھا خاصہ شکار نزدیک دیکھکر فائر کر دیا مگر شیر کے گولی کاہے کو لگنے لگی تھی۔ اسوقت سے شیر آتا ضرور ہے مگر چھپ کر آتا ہے وہ ظاہرا طریقہ پر آنا بند ہو گیا جن لوگوں کی قوت ایمانی درست ہے وہ اب بھی شیر کی زیارت کرتے ہیں۔

معجزہ۔ ۸۔ ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ رمضان المبارک کو بڑا ہنگام ہوتا ہے جسکی بنیاد نواب نجیب خاں صاحب رئیس نجیب آباد نے برا سم سادات جوگی پورہ و بمحبت جناب علی ابن ابی طالب ع ڈالی تھی جس میں اہل تسنن حضرات و اہل ہنود صاحبان کا ہجوم بکثرت ہوتا ہے ایک سال ایک عورت اہل تسنن ہنگامہ میں تنہا بغرض ادائیگی منت حاضر درگاہ ہوئی۔ عورت مذکور نہایت حسین اور مزین بہ زینت تھی فرق اتنا تھا کہ وہ تنہا تھی۔ جب وہ عورت حسب دستور ادائیگی منت کی غرض سے درگاہ کو چلی تو چار شخصوں نے اسکو گھیر لیا اور بے عزت کرنا چاہا وہ ان کے ارادے کو فوراً سمجھ گئی اور احاطۂ درگاہ سے باہر جاکر اپنا تمام

زیور اُتار کر ان کی سپرد کر کیا اور کہا کہ دیکھو عورت کو زیور سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں ہوتی لہذا بغرض اطمینان اسکو تم اپنے پاس رکھ لو اور میں بعد ادائگی منت ابھی آتی ہوں اور تمہارے ساتھ ہوں چونکہ یہ شبیں تاریک ہوتی ہیں اس راز سے کوئی آگاہ نہ ہوا اور وہ عورت وہاں سے روانہ ہو کر درگاہ میں پہونچی جب اپنی منت کو ادا کر چکی تو ایک طرف گوشہ درگاہ میں کھڑی ہوئی اور چوکی کی سمت کو متوجہ ہو کر عرض کیا،

کہ کیا تیرے زواروں کی یہی شان ہے کہ جو چاہے ان کی آبرو کا گاہک ہو جائے

ابھی یہ جملے اس کے ختم نہ ہوئے تھے کہ وہ چاروں شخص اندھے ہو گئے اور یہ عورت درگاہ سے نکل کر اپنے جا قیام پر چلی گئی جب ان کو یہ حادثہ پیش آیا تو بہت حیران ہوئے اور آپس میں ایک دوسرے کو نفرین کرنے لگے۔ بہزار دقت و خرابی اپنے آپ کو چاروں آدمیوں نے ٹھوکریں کھانے کے بعد درگاہ میں پہونچایا اور مجاور درگاہ جو اسوقت چڑھاوے رہا تھا اس سے جا کر معلوم کیا کہ اس حلیہ کی عورت اگر کوئی درگاہ میں آئی ہو تو آپ اس تک ہمیں پہونچا دیجئے۔ مجاور نے اس عورت کی تلاش کی جب وہ درگاہ میں آئی تو ایک مجمع درگاہ میں موجود تھا سب قصہ جانبین نے بیان کیا اور اس عورت کو سمجھا کر ان کی معافی کرائی تب وہ چاروں بینا ہو گئے اور زیور واپس کر دیا۔ اور وہ عورت اپنے گھر کو گئی اور یہ لوگ اپنے گھر کو واپس گئے ان تاریخوں میں کوئی امر خلاف شریعت نہیں ہو سکتا۔

معجزہ ۹۔ اسی طرح ایک سال شیخ مشیت علی صاحب رئیس نگینہ ضلع بجنور جو مذہب اہل السنتین سے تھے ان کے پیر جی نگینہ میں تشریف فرما تھے۔ جو ہنگامہ مذکور کا وقت آگیا۔ پیر جی نے شیخ جی سے کہا کہ چلو عرس میں چلیں شیخ جی نے فرمایا کہ وہاں کیا رکھا ہے صرف سادات نے اپنے کھانے کمانے کا ایک سلسلہ پیدا کر لیا ہے۔

پیر جی چونکہ سمجھدار تھے فرمایا کہ ایسے الفاظ جناب امیر المومنین کی شان میں کتنا

کہنا زیبا نہیں ہے کیونکہ وہ ذات منظہر العجائب ہے۔ شیخ جی نے فرمایا کہ صرف سید راجو صاحب ہی کے لئے منظہر العجائب ہے یا ہر شخص کے لئے ایسا ہے پیر جی نے فرمایا کہ وہ سب کے لئے منظہر العجائب ہیں۔ تو شیخ جی نے کہا کہ اچھا ہم تو جب چلیں اور جب جانے کہ ہمارا بھی سلام ہو جائے۔ یہ بات طے ہو کر ایک قافلہ نگینہ سے معہ پیر جی اور شیخ جی کے درگاہ کی طرف روانہ ہوا۔ بوجہ کثرت الناس کے تانگہ درگاہ کے باہر چھوڑ دئے اور شیخ جی وغیرہ سب درگاہ کو چلے۔ مسجد کے قریب جب پہونچے تو شیخ مشیت علی نے دیکھا کہ ایک سوار نقاب پوش درگاہ کی طرف سے آرہا ہے یہ اچھی طرح اسی سوار کی طرف دیکھتے رہے۔ جب وہ سوار ان کی برابر میں آیا تو فرمایا۔ سلام علیکم۔ شیخ جی جواب سلام نہ دے سکے بلکہ بے ہوش ہو کر گر پڑے بعد افاقہ اٹھے اور ہوش میں آکر تمام واقعہ ہمراہیوں کو سنایا اور ہمیشہ تا زندگی ہر سال درگاہ پر آتے رہے۔ اور مذہب آبائی کا انتقال کیا۔

معجزہ ۱۰۵۔ پہلے سادات جوگی پورہ کی طرف سے برائے جاروب کشی و چراغ بتی کے لئے فقیر رہا کرتا تھا جو خاندان عارف شاہی سے ہوا کرتا تھا ایک فقیر دربار شاہ نامی جو آنکھوں سے معذور تھا درگاہ کی خدمت کے لئے رہا کرتا تھا چونکہ درگاہ عالیہ شب جمعہ کو حکماً کھلی رہتی ہے اور اس روز بھی شب جمعہ آنیوالی تھی کہ سر شام کوئی صاحب بستی سے برائے زیارت تشریف لائے اور بعد انفراغ زیارت درگاہ کے کیواڑ بند کر کے بلا اطلاع دربار شاہ جاروب کش بستی کو چلے گئے اور دربار شاہ مذکور کو ان کی آمد و رفت کا حال کیواڑ بند ہونے کی کچھ خبر نہ تھی حسب عادت کھانا کھانے کے بعد سو رہا جب نصف شب گذری تو شیر برائے سلام حاضر ہوا مگر کیواڑ بند ہونے کی وجہ سے درگاہ کے اندر داخل نہ ہو سکا اور مہمانسرائے میں نزد چارپائی دربار شاہ جاروب کش کے آیا اور منہ سے فقیر کے پاؤں کا انگوٹھا پکڑ کر ہلایا جب دربار شاہ بیدار ہوا تو اس کو شیر کی بو معلوم ہوئی فوراً سمجھ گیا کہ آج کسی نے درگاہ کے کیواڑ بند کر دئے ہیں اٹھ کر

شیر سے کہنے لگا کہ بھائی میں اندھا آدمی ہوں اگر تو مجھ کو کیواڑ کھلوانے کی غرض سے لئے
جاتا ہے تو شرط یہ ہے کہ تو مجھے یہاں سے درگاہ تک لے چل اور پھر درگاہ سے یہاں تک پہونچا
بھی دینا یہ سنکر شیر نے اپنی دُم دربارہ شاہ فقیر کے ہاتھ میں پکڑا دی اس طریقہ سے
دربار شاہ درگاہ میں بآسانی پہونچا اور کیواڑ کھول دئے۔ کیواڑ کھل جانے کے بعد شیر نے
اپنی دم دربار شاہ کے ہاتھ میں پکڑا دی اور درگاہ سے مہمان خانہ میں اس کی چارپائی
پر پہونچا گیا۔

معجزہ ۔ ۱۱ ۔ ایک مرتبہ نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ برائے شکار اس بن کے آخری
حصۂ ہمالیہ کی گھاٹیوں تک تشریف لائے ناگہاں طبیعت ناساز ہوئی واپسی ؔ جو بیگاری
پکڑے اور وہ بادشاہ موصوف کی سواری کو لے کر چلے حالت خواب میں بادشاہ نے دیکھا
کہ میری پالکی کو دو بزرگوار اٹھائے ہوئے ہیں شام کو منزل پر اترے اور شب کو استراحت
فرمائی تو اسی طرح خواب میں بعینہٖ دیکھا صبح کو ہمراہیوں سے بیان کیا تو لوگوں نے علالت
طبیع اور توہمات سے تعبیر دی اور اصل امر کی جانب کسی کا ذہن منتقل نہ ہوا۔ دوسرے روز
پھر کوچ ہوا اور وہی دہقانی کہار پالکی کو لے کر چلے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر بادشاہ پر
غنودگی طاری ہوئی اور اسی طرح پھر خواب میں بزرگوں کو سواری لئے چلتے دیکھا اور
کہتے ہیں کہ نصیر الدین تجھے ہمارا کچھ خیال نہیں آتا ہمارے کاندھے چھلے جاتے ہیں اور
تو ہمارے حال کو خواب و خیال سمجھتا ہے۔

بادشاہ نے دریافت کیا کہ آپ کون بزرگوار ہیں آپ نے جواب میں ارشاد
فرمایا کہ میں تیرا رسول (محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں اور یہ میرے بھائی علی
مرتضیٰ ہیں۔ اس مرتبہ جو بادشاہ بیدار ہوا تو نہایت متوحش اور ترساں ہوا۔ اسی
وقت اسی مقام پر منزل کرنے کا حکم دیا۔ تمام دن پریشان اور گریاں رہا۔ ہر چند
مصاحبین سمجھاتے رہے مگر تسکین نہ ہوئی جب شب ہوئی تو ان دہقانی کہاروں

..... کو بلا کر مستفسر حالات ہوئے اور دریافت کیا کہ تمہاری کیا قوم ہے۔ دہقانیوں
نے عرض کی کہ ہمیں نہیں معلوم مذہب کو دریافت کیا تو اس سے بھی لاعلمی ظاہر کی
بادشاہ نے مراسم مذہبی کو اور طریق عبادات کو دریافت کیا کہ اسی سے کچھ ان کے عقائد
کا حال معلوم ہو سکے ان دہقانیوں نے عرض کی کہ ہمارے گاؤں میں ہمارے
بزرگوں کا بنوایا ہوا ایک سنگی مکان ہے وہ ہمیشہ بند رہتا ہے سال میں صرف ایک
روز کھلتا ہے اس کے طاق پر ایک کتاب رکھی ہے ہم لوگ اسی کتاب کی زیارت
کرکے مکان کو بند کر دیتے ہیں بادشاہ نے دریافت کیا کہ وہ کون سی کتاب
ہے ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں۔ پوتھی یا اور کوئی متبرک کتاب ہوگی
بادشاہ نے اس کتاب کے شوق میں اسی وقت گاؤں کی جانب روانہ ہوا۔ اور
وہاں پہونچ کر اس مکان کو جو کھلوا کر دیکھا تو بہت پرانے زمانہ کا لکھا ہوا
کلام مجید ہے اور اس کے آخری صفحات   پر جو سادہ تھے ان پر سادات کا
خاندانی شجرہ اور کچھ حالات اُن لوگوں کے لکھے ہوئے تھے ان کے پڑھنے سے معلوم
ہوا کہ یہ سب دہقانی سادات بنی فاطمہ ہیں۔ ان کے بزرگوں نے دشمنان آل محمد
کے خوف سے ترک وطن کرکے ان گھاٹیوں میں پناہ لی تھی بسبب تقیہ اور اخفاء
کے اپنے دین و مذہب سے اسدرجہ نابلد ہوگئے کہ اب بادشاہ کے پوچھنے پر نہ تو اپنا
دین و مذہب بتا سکے نہ قوم بہرحال جب بادشاہ کو یہ معلوم ہوا کہ یہ لوگ
سادات بنی فاطمہ اور آلِ رسول ہیں۔ تو وہ اپنی لاعلمی کی جسارت پر اور ان سادات
کی زحمت اور تکلیف پر بے حد نادم ہوئے اور بکمال احترام ان دہقانی سیدوں
کا کیا اور اپنی بے ادبی کی معافی چاہی اور اپنے ساتھ لاکر بہت اعزاز اور اقتدار
کے ساتھ رکھا۔

معجزہ ۱۲۵۔ جناب مولوی سید علی صغیر صاحب مرحوم بیتناز رئیس سمن ضلع بجنور

وہ یہاں کے صدور معجزات اور ظہور عجائبات کی بابت کچھ سوء ظن رکھتے تھے۔ اپنے انتقال سے تین چار سال پیشتر یہاں سخت علیل ہو کر تشریف لائے اور روضہ منورہ پر اپنی صحت کی نذر کی۔ بعد نصف شب کے ان کو بشارت ہوئی کہ ایک بزرگوار تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کیوں علی صغیر تجھے تو صدور معجزات میں شک ہے۔ پھر کیوں یہاں آیا ہے۔ کیا تو ہم کو حلال مشکلات اور مظہر العجائب نہیں جانتا۔ اب جو یہ بیدار ہوئے تو بہت خائف ہوئے اور برابر توبہ و استغفار کرتے رہے۔ جب اپنے عقائد گذشتہ پر نادم ہوئے تو پھر صحت کی بشارت ہوئی اور تندرست ہو کر واپس گئے۔

تیرہواں معجزہ ۔ جناب مولانا حکیم سید غلام حسین صاحب مجتہد عرصہ تک لاولد رہے۔ حالانکہ دوسری شادی بھی کی مگر ثمر مراد نہ پایا۔ درگاہ پر حاضر ہوئے اور منت مانی۔ تو اولاد ہونے کی بشارت ہوئی چنانچہ اولاد نرینہ موجود ہے مگر جناب مولانا بھی کچھ اعتقاد میں کمی رکھتے تھے۔ اسوجہ سے یہ بھی حکم ہوا کہ تم اس مقام کو نجف سے کم نہ سمجھو اب جو مولانا تشریف لاتے اور وعظ فرماتے ہیں تو اس واقعہ کا خاص طور سے ذکر فرماتے ہیں۔

معجزہ ۱۴ ۔ ایک مرتبہ ایک قافلہ امروہہ سے زواروں کا آیا جس میں ایک غریب سیدانی بھی تھیں جن کو زیارت کربلائے معلے و نجف اشرف وغیرہ عتبات عالیہ کا شوق درگاہ پر کھینچکر لایا تھا اور یہ ہی منت سیدانی صاحبہ کی تھی۔ پنجشنبہ کو جب زوار صاحبان اپنے اپنے مطالب کی عرضیاں لکھنے لگے تو سیدانی صاحبہ نے بھی اپنی عرضی لکھنے کو سب سے کہا مگر کسی نے توجہ نہ کی۔ شب کو جب مستورات درگاہ میں گئیں تو یہ ضعیفہ بھی ہمراہ گئیں اور ایک کاغذ سادہ موڑ کر چوکی پر رکھ کر عرض کی کہ یا مولا میرے مطالب آپ پر خوب روشن ہیں میری یہ ہی عرضی ہے یہ کہکر واپس آئیں صبح کو جب درگاہ میں گئیں تو کاغذ پر انگوٹھے کا نشان ثبت ہے اور ہر ایک تہ میں کاغذ کی نمایاں ہے۔ ضعیفہ سے بہت کوشش کی کہ وہ کاغذ مثل اور تبرکات کے لے کر رکھ لیا جاوے اور زائرین اس کی بھی زیارت

گیا کریں لیکن وہ مومنہ اس بات پر کسی طرح رضامند نہ ہوئیں اور اس کاغذ کو شیشی میں رکھکر اپنے ہمراہ لے گئیں۔ پھر سنا گیا ہے کہ وہ یہاں کی واپسی پر بہت جلد کربلائے معلے چلی گئیں۔

معجزہ ۱۵۔ جناب سید اعجاز علی صاحب مرحوم ساکن بنہیڑہ ضلع بجنور مجزوم ہوگئے تھے اور یہ حالت ہوگئی تھی کہ ان کی بود و باش سب خاندان سے علیحدہ کر دی گئی تھی وہ یہاں پر تشریف لائے اور روضہ منورہ پر مقیم ہوئے جب انتالیسواں روز ہوا تو دربار شاہ جو اس وقت روضہ کا خادم تہا اسکو بشارت ہوئی کہ اعجاز علی سے کہدو کہ وہ گھر چلے جاویں اب اچھے ہوگئے صبحکو دربار شاہ نے میر صاحب سے کہا کہ مولا کا حکم ہوگیا ہے کہ اب آپ گہر کو جائیں۔ میر صاحب نے کہا تجھ سے کہا ہوگا جب تک مجھ سے نہ کہیں گے میں نہیں جاؤں گا۔ چنانچہ اب جو چالیسویں شب آئی اور یہ سوئے تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ سفید پوش فرمارہے ہیں کہ تو اچھا ہوگیا اب گہر کو جا اب جو صبح کو ان کی آنکھ کھلی تو جزام کا کچھہ بھی اثر باقی نہ رہا نہایت مسرور گہر کو روانہ ہوئے۔ پہر ان کی شادی ہوئی اور صاحب اولاد ہوئے اب تک قصبۂ بنہیڑہ ضلع بجنور میں ان کی اولاد موجود ہے۔

معجزہ ۱۶۔ اجارچہ ضلع بلند شہر میں دو سیدانیاں باہم پہوپی بھتیجی تہیں اور دونوں آسیب زدہ تہیں جب ان کو دورے سخت ہوتے تھے تو لوگ جناب قاری سید جعفر علی صاحب اعلی اللہ مقامہ کو ان کے پاس لے جاتے تھے تو وہ دونوں مولوی صاحب سے کہتی تہیں کہ آپ ناحق تکلیف فرماتے ہیں آپکے آنے سے ہم کو ندامت ہوتی ہے۔ جناب قاری صاحب فرماتے تہے کہ اگر ایسا ہی خیال ہے تو تم لوگ ان غریبوں کو کیوں ستاتے ہو۔ کیوں چھوڑ نہیں دیتے تو وہ کہتے تھے کہ یہ مشکل ہے جب سید صغیر علی صاحب مرحوم جن کا ذکر اوپر ہوچکا ہے یہ جناب قاری صاحب کے شاگرد تہے مولوی علی صغیر صاحب نے قاری سید جعفر علی صاحب سے درگاہ جوگی پورہ کے تمام حالات اور اپنے واقعات بھی سب مفصل سنائے جس پر

جناب قاری جعفر علی صاحب نے ان دونوں مریضوں کو درگاہ پر لے جانے کی تاکید فرمائی اسپر وہ دونوں سیدانیاں معہ اپنے وارثوں کے یہاں آئیں بھتیجی نے تو نذر کرلی تھی مگر پھوپی نے کوئی نذر نہ مانی چنانچہ جب تانگہ باغ میں قریب روضۂ منورہ کے پہونچا تو بھتیجی نے چلانا شروع کیا اور تانگہ سے اوترتے اوترتے دونوں ہاتھ اس کے پیچھے کو خود بخود بندھ گئے۔ بہت سے لوگوں نے امتحاناً زور کیا کہ ایک ہاتھ کو دوسرے سے جدا کردیں مگر سب ناکامیاب رہے اور ہاتھ بدستور بندھے رہے بالآخر اسی صورت سے روضہ منورہ کی جانب مریضہ کو زبردستی لے کر چلے۔ دو چار ہی قدم چل کر گر پڑی اور بے ہوش ہوگئی۔ بحالت بے ہوشی چلائی کہ یا حضرت میں چلا۔ میری جان بخشی ہو اب اس کے پاس نہ آؤں گا۔ اس کے بعد مریضہ کو افاقہ ہوا۔ دریافت کرنے پر اس نے بیان کیا کہ ایک سوار نقاب پوش آیا اور اس نے ایک جن کو حکم دیا کہ فلاں جن کو پکڑ لاؤ وہ اسی وقت اس جن کو پکڑ لایا سوار نے حکم دیا کہ اس کو جلا دو اس نے فریاد کی کہ میں اگر چھوڑ دیا جاؤں تو اب اس کو نہ ستاؤں گا۔ سوار نے کہا نہیں یہ بہت شریر ہے اسکو جلا ہی دو۔ اسی کو آپکے سامنے درخت میں بندھوایا اور نیچے اس کے آگ روشن کرادی پھر میں بے ہوش ہوگئی پھر میں نہیں جانتی کہ پھر کیا ہوا۔ اس کے بعد وہ اچھی ہوگئی۔ لیکن اس کی پھوپی کو کچھ نہ ہوا۔ دونوں واپس آگئیں اور قریب ہی موضع میمن ہے کچھ قرابت بھی تھی۔ شب باش ہوئیں وہاں لوگوں نے کہا کہ تم نے نذر کیوں نہ مانی۔ اب بھی قریب ہو نذر کرلو اور درگاہ چلی جاؤ۔ چنانچہ دوسرے روز وہ بھی نذر مانکر درگاہ پر آئیں۔ تو ایسا ہی واقعہ ان پر بھی گذرا جیسا کہ ان کی بھتیجی کا پہلے ہوچکا تہا۔ اس کے بعد وہ اچھی ہوگئیں اور واپس گئیں۔

معجزہ ۱۷۔ سید جواد علی صاحب مرحوم ساکن بہیڑہ ضلع بجنور فرماتے تھے۔....

موضع ڈہنوڑہ ضلع بجنور میں دو صاحب میر عباس علی نام کے ہیں۔
ایک شیعہ اور دوسرے سنی۔ میر عباس علی صاحب جو سنی المذہب تھے ان کی کنواری
لڑکی آسیب زدہ ہو گئی تھی وہ اسکو لیکر درگاہ پر آئی ایک روز سید جواد علی صاحب
و سید جیون علی صاحب و سید مبارک حسین صاحب وغیرہ یہاں مردانہ مسافر خانہ میں
بیٹھے تھے کہ دفعتاً میر عباس علی صاحب نے آکر کہا کہ اسوقت میری لڑکی روضہ
منورہ کے اندر ہے مگر ذرا تم چل کر دیکھو تو کہ اس کا کیا حال ہے یہ لوگ بہ خیال پردہ
تامل کرنے لگے نگران کے اصرار پر اٹھ کر روضہ کے اندر گئے دیکھا کہ ایک لڑکی سفید
چادر سر سے پیر تک اوڑہے ہوئے بیٹھی ہوئی ہے یہ لوگ دور ایک گوشہ میں بیٹھ گئے۔
لڑکی کو چوکی کا دہویا ہوا پانی پلایا گیا اسی وقت ایک آواز عجیب و غریب اس
لڑکی کی پیدا ہونے لگی اور دونوں ہاتھ اس کے آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھنے لگے۔ اور
مشکیں بندہنے لگیں اس لڑکی کو اس قدر پسینہ آیا کہ تمام لباس اس کا تر ہو گیا
یہ حالت دیکھکر مبارک حسن پر ہیبت طاری ہوئی اور نہایت بے قراری کے ساتھ رونے
لگے۔ تہوڑی دیر کے بعد تو یہ لوگ اٹھ آئے وہ لڑکی اسی طرح بندہی رہی انہوں نے میر
جیون علی خادم سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ اسی طرح سے اس لڑکی کے ہاتھ شام کو
بھی بندھے رہے اور امتحاناً اس کے باپ عباس علی سے کہا گیا کہ اس کے ہاتھ کہولدو
انہوں نے بہت کوشش کی مگر ہاتھ نہ کہلے اس کے بعد لڑکی اچھی ہو گئی اور اپنے گھر
واپس گئی شادی ہو گئی صاحب اولاد ہے۔
معجزہ ۱۶-۵۔ بہوا شاہ جاروب کش درگاہ عالیہ جو پہلے رہا کرتا تہا وہ بیان کرتا تہا
کہ ایک روز جو میں صبح کو اٹہا وضو کے لئے پانی تلاش کیا گھڑوں میں پانی نہ تھا ڈول
تلاش کیا وہ بھی نہ ملا چونکہ وقت نماز کا بہت تنگ ہو چکا تہا طبیعت بہت زیادہ
پریشان ہوئی اس خیال سے کنوئیں میں جہانک کر دیکھا کہ شاید کنوئیں میں کسی

نے ڈول باندھ کر لٹکا دیا ہو دیکھا تو کنواں پانی سے لبالب بھرا ہوا ہے۔ میں نے لوٹا ہاتھ میں لے کر برائے وضو پانی بھر لیا اور پھر پانی بدستور اپنی جگہ پر چلا گیا۔

معجزہ ۱۹۵۔ سید محب حسین صاحب ساکن بپدی ضلع بجنور درگاہ پر موسم سرما میں تشریف لائے بعد ادائے نماز مغربین کھانا کھایا اور کھانا کھا کر درگاہ میں تشریف لے گئے۔ کچھ دیر وہاں بیٹھ کر پڑھتے رہے پھر مہمان سرائے میں واپس آئے سہ دری کے کواڑ بند کر کے بستر پر لیٹ گئے اور سو گئے آپ جو پچھلے وقت رات کو سوتے سے بیدار ہوئے تو میر صاحب نے چاہا کہ کچھ پڑھوں دیا سلائی روشن کی معلوم ہوا کہ چراغ میں تیل نہیں ہے مایوس ہو کر پھر منہ لپیٹ کر پڑ رہے اور خادم درگاہ کو اسوجہ سے نہ جگایا کہ اسکو سوتے سے اٹھاؤں گا تو تکلیف ہو گی لیکن جذبۂ شوق دل کو بیتاب کئے رہا۔ کچھ دیر کے بعد باہر سے کسی نے دروازہ کی زنجیر ہلائی۔ میر صاحب نے منہ کھول کر تو نہیں دیکھا۔ لیکن دل میں یہ خیال کیا کہ نہ معلوم کیا چیز ہے آپ اسی طرح خاموش لیٹے رہے پھر کچھ دیر کے بعد دروازہ کھل گیا تو منہ کھول کر دیکھا تو چراغ روشن ہے فوراً اٹھے اور جو کچھ پڑھنا تھا شروع کیا صبح تک پڑھتے رہے۔ اور صبح ہی تک چراغ روشن رہا میر صاحب کو خیال ہوا کہ اسوقت میں نے چراغ میں تیل اچھی طرح نہ دیکھا ہو شاید اس میں تیل ہو گا اس خیال سے چراغ کو پکڑ کر بغور دیکھا تو معلوم ہوا چراغ میں کچھ نہ تھا بلکہ یہ جو کچھ بھی ہوا وہ مولا علی کا اعجاز اور مہربانی ہے۔

معجزہ ۲۰۰۔ سید نذر عباس صاحب متولی درگاہ جو اسوقت موجود ہیں عالم شباب میں پنجاب پولس میں جا کر ملازم ہو گئے اور ملازمت کرتے رہے کچھ عرصہ کے بعد بعارضہ گٹھیا بیمار ہوئے اور بہت کچھ علاج کیا۔ مگر صحت نہ ہوئی۔ مجبور ہو کر درگاہ میں حاضر ہوئے اور آقا سے اپنی صحت کے لئے التجا کی۔ سید نذر عباس صاحب کا مکان جوگی پورہ میں ہے گاؤں سے درگاہ تک جانا بغیر کسی سہارے کے دشوار تھا۔ ایک دو روز کے

کے بعد یہ حالت ہوئی کہ گاؤں سے درگاہ تک بغیر کسی آدمی کے سہارے لاٹھیوں کے سہارے سے آنے جانے لگے۔ چند روز کے بعد جسم میں اچھی طرح طاقت آگئی میر صاحب نے درگاہ میں شب بیداری شروع کی۔ اور رات بھر درگاہ میں رہنے لگے

ایک روز سید نذر عباس صاحب درگاہ میں بیٹھے ہوئے کچھ پڑھ رہے تھے۔ کہ آدھی رات گذرنے کے بعد کسی کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی دروازہ کی طرف کو جو دیکھا تو ایک بڑا پرانا شیر ببر سامنے کھڑا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر میر صاحب کو اسقدر پسینہ آیا کہ تمام کپڑے تر ہو گئے اور میر صاحب کا عالم سکتہ کا سا ہو گیا۔ اس کے بعد افاقہ ہوا تو شیر درگاہ میں موجود نہ تھا۔ کچھ طبیعت میں سکون ہوا۔ اُٹھے تو بالکل اپنے آپ کو تندرست پایا کسی عضو جسمانی میں درد نہ تھا فوراً سجدۂ شکر میں گر پڑے اور سمجھے کہ اس قدر پسینہ کا آنا ہی میرے لئے باعث صحت ہوا ہے اور یہ ہی سبب میرے لئے آقا کی نظر توجہ کا تھا۔

معجزہ ۱۴۔ جناب مرزا رضا علی صاحب تحصیلدار مظفر نگر فرخ آباد کے رہنے والے تھے بحالت ملازمت درگاہ پر تشریف لائے۔ سید غلام حسین صاحب متولی درگاہ سے کہا کہ آپ کا اس موضع میں سلسلہ معاش کیا ہے متولی صاحب نے کہا کہ ہماری زمینداری تو سب تلف ہو چکی ہے اب ہم لوگ کاشتکاری کرتے ہیں اسی سے بسر اوقات ہوتی ہے۔ میرزا صاحب نے فرمایا کہ کیا کوئی لڑکا آپ کا ایسا جوان نہیں ہے۔ جو ملازمت کر سکے انہوں نے کہا کہ ایک لڑکا انوار الحسن جوان ہے جس کی عمر ۲۰ سال کی ہے۔ مرزا صاحب انوار الحسن کو تو اپنے ساتھ برائے ملازمت مظفر نگر لے گئے اور محکمہ چونگی میں انوار الحسن کو محرری میں ملازم کروا دیا پانچ چھ ماہ تک انوار الحسن چونگی کا کام کرتے رہے۔ مرزا رضا علی صاحب سے اہل کاران کو پہلے ہی سے پرخاش تھی مگر کوئی موقع انتقام خیالات کا کسی کو ابھی تک نہ مل سکا تھا انوار الحسن محرر چونگی کو مرزا صاحب کا آوردہ سمجھکر ایک جعلی چالان چونگی

کے مقدمہ میں ماخوذ کیا یہ مقدمہ بہت دنوں تک لڑتا رہا آخر انوار الحسن کو تین ماہ قید سخت اور پچاس روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی سزا ہو جانے کے بعد مرزا صاحب نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا۔ مگر سزا بحال رہی جب سید غلام حسین صاحب متولی درگاہ عالیہ جوگی پورہ نے دیکھا کہ بیٹا بجائے ملازمت کرنے کے جیل خانہ پہونچ گیا اور تمام دنیاوی کوششیں بھی ختم ہو چکیں میر صاحب بڑے پریشان ہوئے اسی عالم پریشانی میں یہ وتیرہ اختیار کیا کہ دن بھر آپ اپنے کاروبار میں مصروف رہتے اور رات کو حاضر درگاہ ہوتے۔ خدمت جناب امیر علیہ السلام میں دست بستہ ہو کر عرض کرتے کہ کیوں مولا سید راجو صاحب کو تو عالم گیر جیسے جابر بادشاہ کے حملہ سے حضور نے پناہ دی اور آج اس سید کی اولاد کی یہ حالت ہے کہ وہ بے قصور جیل میں ہے۔ یہ عرض کرتے اور روتے انتیس دن اسی طرح روتے پیٹتے گذاری جب تیسویں شب آئی خواب میں دیکھا کہ حضور تشریف فرما ہیں اجلاس باقاعدہ ہے۔ حکم دیا کہ انوار الحسن کی مثل لاؤ۔ پیش کی گئی۔ سرکار نے اول سے آخر تک مثل کو پڑھا پڑھنے کے بعد حکم لکھا کہ انوار الحسن کو مع جرمانے کے رہا کیا۔ یہ دیکھکر ان کی آنکھ کھل گئی اور صبح تک ایک عالم یاس اور آس میں آہ وزاری کرتے رہے۔ صبح کو تقریباً آٹھ بجے جب میر صاحب درگاہ سے باہر نکلے تو ادھر سے ایک شخص جاتا ہوا ملا۔ اس نے معلوم کیا کہ تمہارا کیا نام ہے انہوں نے کہا کہ میرا نام غلام حسین ہے اس نے کہا کہ آپ کے نام کا الہ آباد سے ایک تار آیا ہے یہ کہہ کر اس نے ایک لفافہ نکال کر میر صاحب کو دیا۔ میر صاحب وہ لفافہ لے کر بستی پہونچے۔ پڑھوانے سے معلوم ہوا تو اس میں یہ ہی الفاظ تحریر تھے کہ انوار الحسن معہ جرمانے کے رہا کر دیا گیا۔

اب انوار الحسن جب الہ آباد کی جیل سے چھوٹ کر گھر آئے اور ان سے یہ تمام قصہ بیان کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے اس سے زیادہ کچھ خبر نہیں ہے کہ چار روز گذرے کہ جج صاحب نے مجھے جیل سے عدالت میں بلا کر یہ حکم دیا کہ تمکو معہ جرمانے کے رہا کر دیا

معجزہ ۲۲۔ مسماۃ سرجانی۔ دھوبن ساکن موضع دہاراجپور متصل اسٹیشن بالاوالی ضلع بجنور عالم شباب میں مبتلائے آسیب ہوکر درگاہ پر آئی۔ اس کے ہمراہ اس کے قبیلہ کے لوگ بھی تھے یہاں آکر ...... نہا کر دھوکر درگاہ میں جاتی اور صحت کی دعا کیا کرتی۔ چند روز گذرنے کے بعد ایک روز صبح کے وقت مہمانسرائے میں سب لوگ بیٹھے آگ سے تاپ رہے تھے آگ خوب روشن تھی سردی کا زمانہ تھا۔ یکایک مسماۃ سرجانی آگ کے اندر جاپڑی اور بے ہوش ہوگئی لوگوں نے اس کو آگ کے اندر سے نکالا۔ اور درگاہ میں لے گئے کچھ دیر تک بے ہوش رہے پھر چلانا شروع کیا۔ کہ یا آقا میں مرگیا۔ میں جل گیا اب میری توبہ ہے میں کبھی نہ آؤں گا۔ یہ ہی کہتے کہتے خاموش ہوگئی۔ تھوڑی دیر بعد ہوش ہوا اور اچھی ہوگئی۔ اب موجود ہے صاحب اولاد ہے۔ درگاہ پر آتی ہے اور مجلسیں وغیرہ کرتی ہے۔ جس وقت سرجانی آگ میں جاپڑی تھی اور جن لوگوں نے اسکو آگ سے نکالا تھا تو نہ تو آگ سے کچھ نقصان سرجانی کو پہونچا اور نہ دوسرے لوگوں کو پہونچا بلکہ سب صحیح وسالم رہے۔

معجزہ ۲۳۔ لالہ بھگوان داس ویش ساکن دہرہ دون جن کی عمر تقریباً ساٹھ یا ستر سال کی ہوچکی تھی اور اپنے عقائد مذہبی کی موافق تمام جگہ اپنی پرستش گاہوں پر بہ تمنائے اولاد پھر چکے تھے۔ مگر کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی اور مایوس ہوکر بیٹھ رہے ایک روز سید محبوب حسن صاحب ساکن پیدی ضلع بجنور جو دہرہ دون میں بسلسلۂ معاش مقیم تھے اپنی بے اولادی کا ان سے تذکرہ کیا تو سید صاحب نے جواب دیا کہ آپ درگاہ جوگی پر تشریف لے جاویں خداوند عالم ضرور آپ کو اولاد عنایت کریگا۔ دونوں میاں بیوی درگاہ پر آئے اور دعا کی کچھ دنوں رہنے کے بعد بشارت ہوئی اور صاحب اولاد ہوئے لڑکا موجود ہے جس کا نام مذہبی طریقہ پر جوتی پرشاد ہے اور دوسرا نام درگاہ کے عطیہ کی وجہ سے حشمت علی ہے۔

جب تک لالہ بھگوان داس زندہ رہے درگاہ پر برابر آتے رہے اور نذر و نیاز وغیرہ کرتے رہے اکثر تحفے تحائف وغیرہ درگاہ پر نذر کرتے رہے جن میں سے اب بھی دو چیزیں درگاہ پر موجود ہیں چار سوج لکھی اور ایک چادر سرخ مخمل کی اس کے بعد لالہ بھگوان داس صاحب کا انتقال ہو گیا لالہ جوتی پرشاد عرف حشمت علی برابر ہر سال آتے ہیں اور نذر وغیرہ کرتے ہیں۔ کچھ ان کے عزیز اور بھی ہیں جن کو درگاہ سے خاص محبت ہے جن میں سے ایک لالہ پورن سنگھ صاحب بزاز دہرہ دون ہیں برابر درگاہ پر آتے ہیں اور منتیں مانتے ہیں۔

معجزہ ۲۴۔ پنڈت بینی رام ساکن قصبہ رائے پور سادات پرگنہ و تحصیل نگینہ ضلع بجنور کسی مقدمہ میں ماخوذ ہوئے مجسٹریٹ نے سزائے قید دی اور جرمانہ کیا۔ ضمانت پر چھوڑ دئے گئے، اپیل کی اجازت حاصل کی اس کے بعد درگاہ پر آئے اور منت مانی جب تاریخ پیشی آئی تو آواز دلائی گئی مگر کسی وجہ سے آواز کے وقت نہ تو پنڈت بینی رام حاضر تھے اور نہ ان کا وکیل دو مرتبہ آواز دلائی گئی مگر کوئی حاضر نہ ہوا تیسری آواز پر وکیل حاضر ہوئے اور جج صاحب کو مقدمہ کے حالات پر توجہ دلانے لگے وکیل مخالف نے عدم حاضری بر عدالت کو توجہ دلائی جس پر جج صاحب نے فرمایا کہ میں مقدمہ کا فیصلہ پہلے ہی لکھ چکا ہوں اور بینی رام کو معہ جرمانہ کے رہا کر چکا ہوں صرف آپ لوگ دستخط کر دیں۔

معجزہ ۲۵۔ جناب سید مبارک حسین صاحب ہنا ٹیس لکر دلی ضلع مظفر نگر بلوہ کے مقدمہ میں ماخوذ ہوئے ایک شخص ان کے ہاتھ سے مارا گیا۔ عدالت نے مقدمہ سشن سپرد کر دیا اور وہاں سے مبارک حسین صاحب کو دریائے شور کی سزا دی گئی۔ جب سید صاحب الہ آباد جیل میں پہونچ گئے تو ان کی بیوی درگاہ پر آئی اور فریاد و فغاں میں مشغول ہوئی اور یہ کہتی رہیں کہ جب تک میرا شوہر نہ چھٹے گا۔ گھر نہ جاؤں گی۔ لہذا سیدانی صاحبہ

اپنی مرادیں کامیاب ہوئیں اور ان کے شوہر بری ہوگئے

معجزہ ۲۶ - قبلہ وکعبہ جناب مولانا سید ظہور الحسن صاحب مجتہد جب ریاست رام پور محلہ بھلوا رہیں تشریف فرماتھے سخت علیل ہوکر درگاہ پر تشریف لائے اور اپنی صحت کے لئے دعا کی چند روز قیام کرنے کے بعد صحتیاب ہوئے اور واپس رام پور تشریف لے گئے۔

معجزہ ۲۷ قبلہ وکعبہ جناب مولانا سید سبط حسن صاحب لکھنوی سخت علیل ہوکر درگاہ پر تشریف لائے اور اپنی صحت کے لئے دعا کی۔ بتصدق جناب امیر علیہ السلام صحت کلی عنایت ہوئی۔

معجزہ ۲۸ - قبلہ وکعبہ جناب مولانا سید سبط نبی صاحب قبلہ نوگانواں کی اہلیہ محترمہ درگاہ پر تشریف لائیں اور تمنائے اولاد نرینہ کی منت مانی اب بفضلہ بتصدق ائمہ لڑکا موجود ہے۔

معجزہ ۲۹ - لالہ بھگوان داس کی بیوی کچھ ایسے امراض میں مبتلا ہوئی جس سے امید صحت باقی نہ رہی اور حتی الوسع علاج ڈاکٹری و یونانی کئے اور بغرض تبدیل آب وہوا دوسرے مقاموں پر بھی لے گئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

اب لالہ بھگواندا س صاحب اپنی بیوی کے درگاہ پر حاضر ہوئے اور آکر بیان کیاکہ ڈاکٹروں نے متفق ہوکر یہ تجویز کیا ہے کہ میری بیوی کے کھانے کی نلی بیٹھ گئی ہے اب یہ کسی طرح زندہ نہیں رہ سکتی ہیں اور نہ کوئی صورت ان کی صحت کی دنیا بھر میں ممکن ہوسکتی ہے۔ میں آقا کے دربار میں حاضر ہوا ہوں اور میری منت یہ ہی ہے کہ خداوند میری بیوی کو تندرست کردے۔

لالہ بھگوان داس صاحب سے کہا گیا کہ آپ مایوس نہ ہوں درگاہ پر قیام کریں

خدا بہتر کریگا۔ یہاں پر کسی مریض کی دوا نہیں ہوتی بلکہ جو کی کا پانی دہو کر ہر مریض
کو پلایا جاتا ہے یہی اسکی دوا ہے۔ چنانچہ لالہ صاحب نے یہ عمل شروع کیا تو دس بارہ
دن تک قیام رکھنے کے بعد ان کی بیوی کو صحت کلی نصیب ہوئی لالہ بھگوان داس
صاحب کا خود یہ بیان ضابطۂ تحریر میں دبا ہوا ہے کہ میری بیوی صحت ہونے کے بعد
ایسی معلوم ہوتی ہے جیسا کہ عالم شباب میں معلوم ہوتی تھی۔ میری نگاہ سے آج تک
کوئی دیوتا ایسا نہیں گذرا۔ واقعی ذات والا صفات حاجت براری اور مشکل کشائی
اور مرادوں میں جان حکم خدا سے ڈالنی والی اگر کل سنسار میں ہے۔ تو بس یہ دربار جو
بادشاہوں کا بادشاہ شہنشاہوں کا شہنشاہ جس کی مدح وصفت کرنے میں زبان
قاصر ہے دہن ہے مہاراج کو۔

معجزہ ۳۰۔ جناب راجہ محمد سردار حسین خاں صاحب مرحوم تعلقہ دار بھٹواسو ضلع
بارہ بنکی معہ متعلقین واہل کاران ریاست درگاہ پر ۲۶ ربیع الاول ۱۳۴۴ھ کو
تشریف لائے۔ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۴۴ھ شب پنجشنبہ کو زنانی مجلس برپا ہوئی اور
احتیاطاً ایک ملازم کو دروازہ شرقی احاطہ زیارت گاہ پر بٹھا دیا۔ یہ ملازم سنی المذہب
تہا اور دیگر دروازہ ہائے روضۂ منورہ بند تھے۔ ملازم تنہا اندھیرے میں بیرونی دروازہ
بیٹھا تہا کہ دفعتاً جنوبی دروازے سے ایک نہایت تیز روشنی مثل صاعقہ کے اندر روضۂ
منورہ کے جاتی ہوئی دکھائی دی اس نے منہ کو ہاتھوں سے چھپا لیا اسی وقت عورتوں
میں بڑے زور سے گریہ ماتم کی آواز معلوم ہوئی عورتوں کا بیان ہے کہ جب وہ
مصروف ماتم تہیں اسی وقت معلوم ہوا کہ دروازے خود بخود روضۂ منورہ کے کہل گئے
اور کچھہ عورتوں اور مردوں کی آواز معلوم ہوئی ان عورتوں پر بہت ہیبت طاری
ہوئی اور رقت میں زیادہ جوش ہوا۔ ان عورتوں میں ایک تو ان ہی راجہ صاحب
ممدوح کی نواسی تہیں ان پر بہت اثر ہوا۔ اور گریہ گلوگیر ہو کر بالآخر غش کر گئیں

اور یا مولا زبان پر جاری تہا لوگ گھبرائے اور ہوش میں لانے کی تدابیر کرنے لگے بدشواری آدھ گھنٹہ کے بعد ہوش آیا۔ دریافت کرنے سے لڑکی نے بیان کیا کہ مجھکو ایک روشنی روضۂ منورہ میں آتی نظر آئی میں نے دیکھا کہ ایک معظمہ تشریف لائیں اور یہ روشنی ان ہی کے چہرہ انور کی تھی مگر ان کی حالت زار ایسی تھی کہ جو دیکھی نہ جاتی تھی۔ شب جمعہ کو جناب راجہ صاحب روضہ منورہ کے اندر بغرض شب بیداری بارہ بجے شب کے بعد تشریف لے گئے اور عمل کرنے لگے ایک بجے دفعتاً ویسی ہی تیز روشنی نظر آئی جس سے آنکھیں خیرگی کرنے لگیں۔ ہاتوں سے منہ کو چھپا لیا۔ درود پڑہنے لگے۔ مگر آنکھوں میں کچھ دیر تک وہی کیفیت رہی ساتھ ہی بہت سے لوگوں کی رواق میں کلام کرنے کی آواز معلوم ہوئی۔ لالٹین اٹھاکر باہر آکر دیکھا تو کوئی نہ تہا جاکر اعمال عاشورہ شروع کئے قریب دو بجے کے ایک طائر سفید کبوتر سے بڑا آیا اور چوکی کے گرد پھر کر چلا گیا تین چار بجے شب کے درمیان میں پیروں کی آہٹ معلوم ہوئی۔ سر اٹھاکر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک بہت بڑا شیر ببر گلے دونوں پیر اوپر کے زینہ پر رکھکر سر ہلا رہا ہے راجہ صاحب نے کہا سلام وعلیکم بھائی جس کے تم غلام ہو اس کا میں بھی غلام ہوں اس کے بعد شیر نے تین بار چوکھٹ پر روضہ منورہ کی سر رکھا۔ اور اٹھایا اور پورب کی جانب سے چلا گیا۔

معجزہ ۱۳۲۔ سید غلام موسی رضا صاحب ساکن امروہہ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۳۴ھ ہجری کو درگاہ پر حاضر ہوئے ان کے ساتھ ان کا نواسہ جو ۶ ماہ سے بعارضہ کرن پہول مبتلا تہا اور جس کے علاج سے ڈاکٹر اور طبیب عاجز آچکے تہے۔ اور عام لوگوں نے بھی اس مرض کی بابت یہ مشورہ دیدیا تہا کہ ایسے مریض کم جانبر ہوتے ہیں صورت کوئی امید زیست کی باقی نہ تھی اور دو بڑے لڑکے بھی سید موسی رضا صاحب کے بحالت بیماری خفیف وزار ہمراہ تھے۔ روضہ منورہ میں حاضر ہوکر سید رضا صاحب

نے منت مانی اور چند روز قیام کرنے کے بعد سب مریض تندرست ہو کر واپس گئے۔

معجزہ ۳۲۔ سید باقر علی خان صاحب رئیس جانسٹھ ضلع مظفرنگر درگاہ پر حاضر ہوئے برائے اعمال شب بیداری شب جمعہ کو درگاہ میں رہے شب کے کسی حصہ میں دیکھا شیر آیا اور آستانہ پر بوسہ دیکر واپس چلا گیا۔

معجزہ ۳۳۔ سید جواد الحسن صاحب رئیس سہسوان ضلع بدایوں کا لڑکا ایسے مقام پر بعارضہ سرسام مبتلا ہوا کہ جہاں پر معالج ممکن ہی نہ تہا اسی حالت اضطراب میں لڑکے کو لے کر درگاہ پر حاضر ہوئے۔ لڑکا بالکل تندرست ہو گیا اور بفضلہ اب تک موجود ہے۔

معجزہ ۳۴۔ سید مظہر حسین صاحب نمبردار ساکن قصبہ گونلی ضلع بجنور ۲۰ اپریل ۱۹۲۶ء کو درگاہ پر حاضر ہوئے۔ پنجشنبہ کو شب بیداری کی غرض سے درگاہ میں حاضر رہے قریب صبح غنودگی طاری ہوئی تو دیکھا کہ ایک بزرگ کاندھوں پر ہاتھ رکھکر شفقت سے فرماتے ہیں کہ تو رات بھر جاگا ہے اب نماز صبح کا وقت ہے۔ اُٹھ نماز پڑھ لے۔ یہ دیکھکر فوراً اٹھے اور نماز صبح پڑھنے میں مصروف ہوئے۔

معجزہ ۳۵۔ سید ظل حسنین صاحب ۲۰ اپریل ۱۹۲۶ء کو درگاہ پر حاضر ہوئے۔ آپ پہلے بھی درگاہ پر آچکے تھے۔ اسوقت اولاد پیدا ہونے کی تمنا ظاہر کر چکے تھے۔ جسپر خداوند عالم نے اپنی رحمت سے بہ تصدق جناب میران کو لڑکی مرحمت فرمائی تھی مگر سید صاحب نے ایفائے نذر کا کچھہ خیال نہ کیا اور کاروبار دنیوی میں مشغول ہو گئے اس تساہل پسندی کا یہ نتیجہ ہوا کہ لڑکی سخت بیمار ہوئی اور امید زیست باقی نہ رہی اسی حالت میں ان کی اہلیہ کو منت کا ادا نہ کرنا یاد آیا باوجودیکہ ان کی اہلیہ کا زمانہ قریب وضع حمل کے تہا۔ مگر بغرض ادائیگی منت۔ لڑکی کو اسی حال میں لیکر ۲۰ اپریل ۱۹۲۶ء کو درگاہ پر حاضر ہوئے اور منت ادا کی۔ لڑکی صحتیاب ہوگئی

وضع حمل بھی درگاہ ہی پر ہوا۔ لڑکا پیدا ہوا۔ چند روز قیام کرنے کے بعد سب لوگ خوشی و خرم گھر کو واپس ہوئے۔

معجزہ ۳۶۔ سید زکی حسین صاحب متولی امروہہ ضلع مرادآباد پانچ رجب ۱۳۳۴ھ مطابق ۸ مئی ۱۹۱۶ء بروز دوشنبہ درگاہ پر حاضر ہوئے اور بعد نماز مغربین زنانی مجلس برپا ہوئی۔ ماتم شروع ہوا۔ دفعتاً گوشہ مغرب جنوب کی طرف بالائے دیوار ایک سرتابہ گردن نورانی مثل ماہ شب چہاردہ کے نظر آیا۔ اس طرح کا جلال اور جبروت اس کے چہرۂ مقدس سے نمایاں تھا کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ ایک بی بی نے دوسری بی بی کو جو دکھایا تو وہ خوف زدہ ہو کر روضہ منورہ کے اندر چلی گئیں رجب ۱۳۳۴ ہجری بروز پنجشنبہ وقت دوپہر روضہ منورہ کے رواق میں شمالی جانب میرزکی حسین صاحب تلاوت قرآن مجید کر رہے تھے اور چند آدمی روضہ منورہ کے اندر تھے مگر وہ سو رہے تھے کہ دفعتاً ایک تیز سفید رنگ کی روشنی معلوم ہوئی وہ روشنی اتنی تیز تھی کہ آفتاب کی روشنی پر غالب آگئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ روشنی روضۂ اقدس کے اندر چلی گئی۔ مگر سونے والے حضرات زیارت کرنے سے محروم رہے۔

معجزہ ۳۷۔ سید حسنین صاحب ساکن ہمین ضلع بجنورہ ۱۵ مارچ کو درگاہ اقدس پر حاضر ہوئے۔ سید صاحب موصوف اب سے پہلے بھی جس کو عرصہ ۲۰ سال کا ہوا۔ ایک لڑکی آسیب زدہ کو لیکر آئے تھے۔ مریضہ کی وجہ سے تمام گھر کے لوگ پریشان تھے درگاہ پر لاکر اس کو غسل کرائے کپڑے بدلوائے۔ بعد ازاں احاطہ درگاہ میں چھوڑ دیا۔ لڑکی سراسیمہ درگاہ کے گرد جنگل میں پھرتی رہی۔ کچھ دیر کے بعد اثر آسیب کا ظاہر ہوا۔ پکڑ کر روضہ کے اندر لے گئے بڑی دشواری سے روضہ کے اندر گئی۔ گفتگو مردانہ لب و لہجہ میں کرتی تھی۔ روضہ میں پہونچکر نصف گھنٹہ تک یہی حالت اس کی رہی کہ زمین سے چھت تک اوپر جاتی تھی اور پھر گرتی تھی اس کے بعد قریب نصف گھنٹہ کے درمیان زمین اور چھت کے معلق لٹکی رہی اور برابر

فریاد کرتی رہی کہ میں مرا۔ مجھے بچاؤ۔ توبہ توبہ اس قسم کے الفاظ تھے بعد نصف گھنٹہ کے
وہ گری اور بے ہوش ہوگئی۔ کچھ دیر ہوش آیا تو صحیح الحواس تھی یہ ماجرا بہت سے لوگوں
نے جو اسوقت موجود تھے۔ دیکھا لڑکی سے دریافت کیا گیا تو اس نے بیان کیا کہ میں نے دو شخص
دیکھے تھے ایک سبز پوش جن کے ہاتھ میں کوڑا تھا دوسرا سیاہ پوش جو گرفتار تھا۔ سبز
پوش اس کو مارتا تھا آخر جلا کر خاک کردیا اور اس کی خاک کو روضہ کی جالیوں کی طرف سے
باہر پھینکدیا لڑکی تندرست ہوگئی اور پھر کبھی کوئی اثر نہوا

معجزہ ۳۸۔ سید زین العباد صاحب ساکن قصبۂ محمد آباد ضلع اعظم گڈھ مارچ ۱۹۱۱ء
کو درگاہ پر حاضر ہوئے اور آکر نزلہ بخار میں مبتلا ہوگئے بہت تکلیف ہوئی، چونکہ خود بھی حکیم
تھے۔ مرض کی شدت گوارا نہ کرسکے فوراً ملازم کو جوشاندے کا نسخہ لکھکر دیا اور کہا کہ جلد
بازار سے دوا لے کر واپس آؤ۔ دوا آئی پکا کر پی لی گئی حبس اور بڑھ گیا۔ میر صاحب مرحوم
بہت گھبرائے۔ متولی درگاہ سے اپنا تمام واقعہ بیان کیا تو میر صاحب سے جواب میں گذارش کی گئی
کہ یہاں کسی مریض کی دوائی نہیں ہوتی اور اگر ہوتی ہے تو دوا کا فعل الٹا ہوتا ہے۔ میر صاحب
اسکو ایک تذکرہ سمجھے دوسرے روز بھی دوائی منگائی اور پی لی اور زیادہ مرض بڑھ گیا۔
پھر ذکر آیا اور یہی عرض کی گئی کہ آپ دوا نہ کیجئے بلکہ چوکی کا پانی دھوکر پیجئے۔ وہی آپ
کے لئے مفید ہوگا۔ اور بالکل آرام ہو جائیگا مگر میر صاحب کچھ نہ سمجھے سنتے رہے۔ لیکن عامل
اپنی ہی تجویز پر رہے اور تیسرے روز بھی دوا منگوائی حسب معمول دوا صاف کی گئی احتیاطاً پانی
سے دھوئی بھی گئی اور دیگچی میں چڑہا دی گئی دوا نے جوش کھایا دیگچی اتار دی گئی اب جو دیکھا
تو تمام دیگچی میں خاک بھری ہوئی تھی وہ خاک یہاں کی مٹی نہ تھی۔
یہاں کی مٹی بسرخ رنگ اور ریگ ہے وہ مٹی نہایت باریک مثل غبار کے سفید رنگ کی
تھی رنگ و بو میں خاک شفا سے بہت مشابہ تھی۔

معجزہ ۳۹ معجزہ مذکورۂ بالا کے بعد بوقت دوپہر میر صاحب نے مجلس عزا برپا کی اور

ذکر مصائب کیا رقت بہت زیادہ ہوئی چونکہ دن کا آخری حصہ ہو چکا تھا۔ نماز عصر کا وقت
تنگ ہو گیا تھا درگاہ سے فوراً مسجد میں آکر نماز پڑھنے لگے۔ سیاہ اچکن سرج کی جو پہنے ہوئے
تھے۔ اس کے سامنے سینے کے مقام پر چند دھبے خاک کے معلوم ہوئے بعد تشہد جب غور سے
دیکھا تو انگلیوں کے نشان معلوم ہوئے باہر آکر روشنی میں جو دیکھا تو دو نشان ہاتھ کے
پنجوں کے چپ و راست دو طرف جانب پنے ہوئے تھے ہاتھ متوسط اور نشان خاک کا نہایت صاف
اور واضح تھا۔ ہتھیلی نیچے کی جانب اور انگلیوں کا نشان اوپر کی جانب تھا اس خاک کا رنگ
بھی مثل خاک شفا کے تھا۔ نہایت باریک خاک مثل غبار کے تھی چونکہ اسوقت مجلس کا مجمع تھا
جملہ مومنین نشانات کی زیارت سے مشرف ہوئے اور اچکن دست بدست عورتوں میں بھی
پھرتی رہی اور بعد کو بھی جو صاحب درگاہ پر تشریف لاتے رہے۔ زیارت دیکھی اور اچکن
کی کرتے رہے اچکن کی گرد کثرت سے چھونے اور مس کرنے کی وجہ سے جاتی رہی لیکن اچکن
پر نشان پنجوں کے بدستور باقی رہے۔

معجزہ ۵۰۔ کاظم شاہ ولد حجی شاہ فقیر ساکن میراں پور تحصیل جانسٹھ ضلع مظفر نگر
حاضر درگاہ ہوا۔ اور اپنی لاولدی کی حسرت بیان کرکے مولا علی ابن ابی طالبؑ سے اولاد
ہونے کے لئے دعا کا طالب ہوا۔ چنانچہ پروردگار نے اسکو اپنے فضل سے اولاد نرینہ مرحمت
فرمائی لڑکا جوان ہو گیا شادی ہو گئی مگر کاظم شاہ نے اوائگی منت میں تساہل کیا یکایک
لڑکا ایک مرض میں مبتلا ہوا۔ بہت علاج کیا مگر آرام نہوا۔ اسی عالم پریشانی میں یاد آیا کہ
منت کی ادائیگی نہیں ہوئی ہے۔ حاضر درگاہ ہو کر منت ادا کی اور درگاہ رب العزت سے بتصدق
ائمہ علیہم السلام معافی چاہی خداوند عالم نے اپنی رحیمی سے اس کی منت کو قبول فرمایا۔
اور لڑکے کو صحت کلی عنایت کی۔

معجزہ ۵۱۔ سید الطاف حسین ولد سید امداد علی انسپکٹر محکمہ میونسپلٹی کراچی سندھ تحریر
فرماتے ہیں کہ میری لڑکی جس کی عمر ۵ سال کی ہے یکایک بیمار ہوئی۔ میں نے بہت علاج

لیکن آرام نہ ہوا۔ بلکہ مرض دن بدن ترقی پکڑتا چلا گیا۔ ایک روز اسی پریشانی میں میری لڑکی کی والدہ روتے روتے بے ہوش ہو گئیں اور فریاد کی کہ یا جناب حیدر کرار خدا سے دعا کیجئے۔ کہ بچی صحتیاب ہو تو میں درگاہ عالیہ جوگی پورہ پر حاضر ہو کر منت ادا کروں۔ معظمہ کی دعا کو خدا نے مستجاب فرمایا اور اپنے فضل و کرم سے اسی وقت سے لڑکی میں آثار صحت پیدا ہونے لگے کچھ عرصہ کے بعد بفضلہ لڑکی بالکل تندرست ہو گئی یہ بات بھی قابل الذکر ضرور ہے کہ اس لڑکی کے لئے علاج یونانی و ڈاکٹری دونوں قسم کے کراچی میں بہت کافی طریقے پر ہو چکے تھے اور جملہ معالجین نے جواب دیدیا تھا کہ اب یہ لڑکی قابل علاج نہیں ہے اس کو صحت ہونا دشوار ہے بس اسی کا نام تو اعجاز آئمہ ہے۔

معجزہ ۲۴۔ خلیفہ سید ہادی حسین صاحب مرحوم رئیس سامانہ و چیف سکرٹری ریاست پٹیالہ پنجاب۔ مرحوم کی اولاد ہوتی تھی لیکن کچھ عرصہ کے بعد ضایع ہو جاتی تھی۔ مرض یہ ہوتا تھا کہ جب بچے کی عمر چار پانچ سال کی ہوئی اور وہ کھیلنے کودنے کے قابل ہوا۔ تو کسی وجہ سے اس کے چوٹ آئی بچے کے بدن سے خون جاری ہوا اور اسی میں بچہ تلف ہو گیا یا یہ کہ بچے کے بدن پر ایک مرض پیدا ہوا جو چھالوں کی قسم کا ہوتا تھا۔ اس میں تلف ہو گیا۔ اسی طرح کئے بچے ضایع ہو چکے تھے جسے خلیفہ صاحب مرحوم بہت مایوس تھے اور اکثر اپنے احباب سے ان حادثات کا ذکر فرماتے تھے ایکدن کسی صاحب نے خلیفہ صاحب سے تسبیل تذکرہ درگاہ عالیہ جوگی پورہ کے اوصاف بیان کئے تو خلیفہ صاحب نے منت مانی کہ اگر میری اولاد بتصدق جناب امیر علیہ السلام بحکم خداوند عالم زندہ رہی اور ان حوادثات سے محفوظ رہی تو میں حاضر درگاہ جوگی پورہ ہو کر شرف قدم بوسی حاصل کروں گا اور اپنی منت کی ادائیگی اسی وقت کروں گا کہ جب میرے بچے اس عمر سے تجاوز کر جاویں جس میں میری اولاد ضائع ہو جاتی ہے۔ پروردگار عالم نے خلیفہ صاحب مرحوم کی اس دعا کو مستجاب فرمایا اور دو لڑکے جوان عمر...... بفضلہ موجود ہیں۔ خلیفہ صاحب مرحوم اپنی زندگی میں معہ اپنے

اہل وعیال کے حاضر درگاہ ہوئے اور منت جو مانی تھی وہ حاضر درگاہ ہو کر ادا کی۔
معجزہ ۳۴۔ سید منیر علی محلہ حقانی قصبۂ امروہہ ضلع مرادآباد ۱۴ اکتوبر ۱۹۱۷ء کو
درگاہ عالیہ پر حاضر ہوئے اور یوں تذکرہ کر کے فرمایا کہ میں اپنے معاملات میں سخت
پریشان تھا اور بعد جد وجہد بلیغ کے کوئی چارہ کار برائے کامیابی نظر نہ آتا تھا۔
کہ اسی عرصہ میں بوجہ فکر وصعوبت برداشت کارہائے دنیوی کے بیمار ہو گیا میری
بیماری کی حالت میں میرے ایک دوست جو اہل ہنود سے تھے برائے مزاج پرسی
میری میرے گھر تشریف لائے اور بعد دریافت میرے حالات قلبی فرمانے لگے۔ کہ
آپ ناحق ان معاملات کے اثرات کو لے کر جان دینے پر آمادہ ہیں۔ یہ تجبر
صاحبان عقل کے خلاف ہے مجھے افسوس آتا ہے کہ آپ درگاہ عالیہ جوگی پورہ
پر کیوں نہیں جاتے تاکہ آپکے معاملات میں سہولت ہو جبکہ آپ کا مذہبی اصول
یہ بتلاتا ہے کہ مصیبت کے وقت مقامات مقدسہ پر حاضر ہو کر خداوند عالم سے
بزرگان دین کا واسطہ دیکر دعا کرو تاکہ تمکو نجات ملے۔ مجھے جب سے درگاہ کے حالات
معلوم ہوئے ہیں اور میں جب کبھی اپنے معاملات میں پریشان ہو جاتا ہوں تو میں
بتصدق جناب امیر درگاہ شریف کا حوالہ دیکر پروردگار عالم سے دعا کرتا ہوں تو
ہمیشہ کامیاب ہوتا ہوں چنانچہ اب بھی میرے ذمہ ایک دو منت درگاہ شریف جوگی پورہ
کی ادا کرنے کو باقی ہیں اور میں ان منتوں کے ادا کرنے کو جا رہا ہوں اگر ہو سکے تو
آپ بھی میرے ہمراہ چلیں مجھے یقین کامل ہے کہ آپ اپنے مطالب میں ضرور کامیاب
ہوں گے عالم پریشانی میں اس رفیق خاص کی باتوں نے جو عملاً اور خصوصاً میرے
مذہب کے خلاف تھا اس نے ہمراہ چلنے کو آمادہ کر دیا۔ اور ہم دونوں درگاہ عالیہ
پر حاضر ہوئے میرے دوست نے اپنی منتوں کو ادا کیا اور میں نے اپنے مطالب میں کامیاب
ہونے کا اظہار اپنے آقا سے کیا اس کے بعد مکان واپس ہوا۔ چند روز کے بعد

پروردگار عالم نے میری تمام مشکلوں کو آسان کر دیا۔ جن کا مجھے تمام عمر طے ہونا دشوار نظر آتا تھا حقیقت یہ ہے کہ درگاہ جوگی پورہ ایک گذرگاہ جناب امیر علیہ السلام ہے۔ اور اسی وجہ سے اجابت دعا میں دیر نہیں ہوتی۔ اس سرزمین کے اوصاف و عجائبات مشاہدے پر انحصار رکھتے ہیں۔ ضابطہ تحریر کبھی بھی اسکو طے نہیں کر سکتا۔ فقط۔

معجزہ ۵۴ ۔ سید نور الحسن صاحب ساکن سورہ ضلع سیتاپور حاضر درگاہ ہوئے اور اپنی خواہشات شریفہ کے لئے درگاہ میں استغاثہ کیا کچھ دن قیام کرنے کے بعد گھر چلے گئے۔ اور ان ہی پریشانیوں میں مبتلا رہے تھوڑے عرصہ کے بعد حکم ہوا کہ تو پریشان ہے اطمینان رکھ کامیاب ہوگا۔ پھر خواب دیکھکر مطمئن ہو گیا اور تھوڑے عرصہ کے بعد اپنے اغراض میں کلیتہً کامیاب ہوا۔

معجزہ ۵۵ ۔ سید لقا علی ولد سید ارتضیٰ علی امروہہ محلہ گذری ۱۹۱۷ء میں درگاہ عالیہ جوگی پورہ حاضر ہوئے اور منت مانی کہ اگر میں امتحان انٹرنس (میٹرک) میں کامیاب ہوا تو بعد کامیابی آکر چادر چڑھاؤں گا چنانچہ موصوف بفضلہ تعالیٰ امتحان میں کامیاب ہوئے اور منت ادا کی۔

معجزہ ۵۶ ۔ سید قاسم حسین صاحب سنبھلہڑہ ضلع مظفرنگر اپنی خالہ صاحبہ کو ۱۹۱۷ء میں بعارضہ جنون لے کر حاضر درگاہ ہوئے مگر عرصہ تک مقام کرنے کے بعد بھی کچھ آرام مریضہ کو نہوا جس سے تمام اقربا اور زیادہ پریشان ہوئے اور آہ و زاری و بے قراری مولا سے فریاد کی کہ ناگہاں ایک قافلہ زائروں کا آیا اور اس میں ایک مسماۃ نے کوئی دوا تبلائی جب اس دوا کا استعمال ہوا تو مریضہ کو افاقہ ہوا۔ اس پر متعلقین مریضہ کو سکون ہوا اور پھر اپنے قیام کو درگاہ پر زیادہ دنوں تک رکھا غرضکہ مریضہ اچھی ہو کر گھر گئی۔ یہ تائید تھی ورنہ کہاں درگاہ کی حاضری اور زواروں کا آنا۔

نسخہ کیسا علاج کہتے ہیں کسے ۔۔۔ بیمار کو چاہیں تو مسیحا کر دیں

معجزہ ۷ ۴۳۔ مولوی ظہیر الحسن صاحب ساکن سیدی ضلع بجنور جب حاضر درگاہ عالیہ ہوئے تو انہوں نے عرض کی کہ یا مولا مجھکو آپ کی زیارت ہو جائے چنانچہ بشارت سے حالت خواب میں اپنی مراد کو پہونچے۔ اور شب جمعہ میں اور اُن کی والدہ درگاہ میں اعمال کر رہے تھے۔ ان کے ساتھ ایک معظمہ اور بھی تھیں کہ نصف شب گذرنے کے بعد ان معظمہ نے ان کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ شیر آتا ہے انہوں نے جالیوں سے جھانک کر دیکھا تو شیر کی بو معلوم ہوئی۔ پھر دروازہ کی طرف سے اس کا چہرہ نظر آیا اور آنکھیں چمکتی ہوئی معلوم ہوئیں اور پیروں کی آہٹ ان سب نے بخوبی سُنی۔

معجزہ ۸ ۴۳ بوقت ہنگامہ رمضان المبارک مطابق ۲۱ اور ۲۲ ماہ مبارک ایک قافلہ مستورات کا ضلع مراد آباد کا حاضر درگاہ ہوا جن میں ایک مساۃ اغوان پور کی بھی تھیں جن کی گود میں ایک بچہ شیر خوار تھا۔ چونکہ مجمع بہت تھا راستہ کی دشواری سے بچ کر تالاب کے کنارے کو یہ قافلہ مستورات کا درگاہ کو چلا یکایک ان مساۃ کا پاؤں پھسل گیا اور مع اپنے بچہ کے تالاب میں گر گئیں اور گرتے وقت کہا یا علی بچا لو۔ فوراً ایک بزرگ کو دیکھا کہ انہوں نے ان مساۃ کا ہاتھ پکڑا اور مع بچے کے باہر نکال دیا اور یہ صحیح و سالم ہمراہ اپنے بچے کو لے کر درگاہ میں پہونچیں مستورات کو ان کا گرنا معلوم تو تھا ہی مگر جب درگاہ میں ان کو دیکھا تو تمام حال بشوق دریافت کیا انہوں نے من و عن جو کچھ گذرا تھا بیان کیا۔

معجزہ ۹ ۴۳۔ سید وزیر حسین صاحب مرحوم وکیل کھجوہ ضلع سارن ۱۹۲۰ء حاضر درگاہ ہوئے اور اپنے معاملات کا اظہار کیا جن کی وجہ سے میں سخت پریشان اور مایوس ہو چکے تھے الحمد للہ تمام مرادوں میں بہ تصدق جناب امیر علیہ السلام بہت جلد کامیاب ہوئے اب منت ادا کرنے کی غرض سے حاضر درگاہ ہوئے۔

نوٹ ۔ منجانب خادم درگاہ۔ افسوس کہ بعض حضرات اپنے اغراض و کامیابی کو مفصل تحریر فرماتے ہوئے بخل کرتے ہیں اسوجہ سے اشاعت معجزات میں کمی رہتی ہے۔ بنظر ثواب

ناظرین نقل تحریر کردی گئی ہے۔

معجزہ ۵۰۔ سید عبدالحسن صاحب ساکن قصبہ سرسی محلہ شرقی ضلع مراد آباد کا لڑکا بعمر ۱۴ سال اور لڑکی بعمر ۱۹ سال چند سال سے بزیر اثر جنات تھے۔ عبدالحسن صاحب نے امروہہ وسنبھل و دیگر مقامات میں عاملان کا علاج کیا مگر حالت بدستور رہی ۱۳۵۰ھ ہجری میں مولوی سید محمد سبطین صاحب جو رسالہ البرہان لاہور کے صدر صاحب کے بھانجے ہیں معالج ہوئے اور لاہور و دیگر مقامات پر علاج کیا مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا آخرالامر عبدالحسن صاحب بچوں کو لے کر حاضر درگاہ عالیہ جوگی پورہ ہوئے جیوقت میر صاحب داخل روضہ منورہ ہوئے اور کچھ عرصہ تک قیام کیا دونوں بچے صحتیاب ہوئے اور بفضل خلاق دو عالم صحیح و سالم ہیں۔

معجزہ ۵۱۔ مرزا رضا علی صاحب تحصیلدار ساکن اکبر آباد آگرہ بعارضہ فالج مبتلا ہوئے اور داہنا ہاتھ باوجود معالجہ معقول کرنے کے بالکل بیکار ہو گیا۔ مجبوراً بائیں ہاتھ سے کتابت کرتے تھے۔ تحصیلدار صاحب رخصت لے کر مکان کو جا رہے تھے کہ اتفاقاً شیخ مشیت علی صاحب رئیس قصبہ نگینہ سے ملاقات ہوئی جن کا ذکر معجزہ نمبر ۹ جلد ہذا میں آچکا ہے ان کے مکان پر قیام کیا۔ شیخ صاحب نے کہا کہ آپ روضہ منورہ جناب امیر علیہ السلام جوگی پورہ تشریف لے جاویں وہاں جاکر آپ ضرور صحتیاب ہوں گے۔ مرزا صاحب بموجب ارشاد شیخ صاحب درگاہ پر تشریف لائے شیخ صاحب بھی ہمراہ تھے۔ مرزا صاحب نے ہاتھ کو درگاہ سے مس کیا اور چوکی کا پانی دہو کر لگایا ہاتھ مفلوج بالکل اچھا ہو گیا اور بہت مضبوط ہو گیا اور تمام کام اس ہاتھ سے مثل سابق کے بخوبی کرنے لگے۔

معجزہ ۵۲۔ مسماۃ کنارا بیگم حنفی المذہب، شریف خاندان۔ ساکن قصبۂ نجیب آباد کی تہیں ایک مدت سے بعارضہ اثر جنات مبتلا تہیں۔ بیگم صاحبہ کے شوہر روضہ منورہ مولا علی کے شدید مخالف تھے اپنی بیگم صاحبہ کو تو درگاہ عالیہ پر کیا بھیجتے بلکہ اور زائرین کو بھی نہ آنے دیتے تھے۔ اپنی اہلیہ کا علاج مشہور مقامات مثلاً پیران کلیر وغیرہ بہت کیا۔

مگر کچھ آرام نہ ہوا۔ آخر مجبور ہو کر علاج چھوڑ دیا۔ ایک شب کو کنارا بیگم نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ درگاہ جوگی پورہ پر حاضر ہو بیگم صاحبہ نے خواب شوہر سے بیان کیا۔ لیکن خواب کا بیان کرنا خلاف امید پایا۔ شوہر نے جواب دیا کہ مجھکو طعن خلایق کا خوف ہے لیکن بیگم صاحبہ نے نہ مانا آخر اپنے شوہر سے چھپ کر درگاہ پر حاضر ہوئیں۔ بیگم صاحبہ کی حالت روضہ میں آکر متغیر ہونے لگی۔ اور ہاتھ از خود پس پشت بندھ گئے اور شور و فغان بلند کیا آواز کا لہجہ مردانہ تھا اور جو تعذیر اس جن کو ہوئی وہ بیان کرتا رہا اور وہ فریاد کرتا رہا کچھ دیر کے بعد بیگم صاحبہ تندرست ہوگئیں اور صاحب اولاد ہوئیں اور مدت العمر تک روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر نیاز و مجلس کرتی رہیں اور پھر ان کے شوہر کو بھی درگاہ عالیہ سے انس ہو گیا اور وہ بھی برابر درگاہ پر آتے رہے کچھ لوگ اس خاندان کے قصبۂ نجیب آباد سے اب بھی برابر درگاہ پر آتے رہتے ہیں۔

معجزہ ۵۳۔ سید سرفراز علی خاں صاحب رئیس جانسٹھ ضلع مظفرنگر ۱۹۳۱ء بوجہ نہ ہونے اولاد کے مایوس ہو کر حاضر درگاہ ہوئے اور دعا کی کہ اگر خداوند عالم مجھکو بطفیل آئمہ ہدیٰ ایک فرزند نرینہ عطا کرے تو میں درگاہ عالیہ پر ایک جھاڑ روشنی کا نذر کروں گا بحمد اللہ اپنی مرادمیں کامیاب ہوئے اور آپ اپنی منت کو ادا کر کے سبکدوش ہوئے۔ بیشک درگاہ عالیہ جوگی پورہ اجابت دعا کے لئے عجیب مقام ہے اور کیوں نہ ہو ایک قلب صادق (یعنی سید راجو صاحب کی) آواز یا علی اور کنی پر گذرگاہ جناب امیر علیہ السلام ہے۔

معجزہ ۵۴۔ مولوی سید علمدار حسین صاحب ہیڈ ماسٹر متوطن قصبہ نگینہ ضلع بجنور نابینا ہوگئے بہت علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر کار درگاہ عالیہ پر حاضر ہوئے اور ۲۲ روز تک وظیفہ پڑھتے رہے۔ یا ردّ الشمس لعلی بن ابی طالب علیہ السلام الیٰ ردّ لیٰ بصری۔ تیئسویں روز بصارت عود کر آئی اور تاحیات بینا رہے ؎

گر ہے عقیدہ اس کے لئے کچھ کمی نہیں ✽ اور یہ نہیں تو صاحبو ہر آدمی نہیں

معجزہ ۵۵۔ نیتانند ولد فتح چند ساکن رائے پور (سادات) زمیندار پانچ بسوہ موضع جوگی پورہ گھوڑے پر سوار ہو کر جانب روضہ مقدس جاتا تھا۔ بھواشاہ خادم روضہ نے منع کیا۔ بجواب نیتانند نے کہا کہ وہاں کیا رکھا ہے۔ گھوڑا مسجد کے گوشہ شمال کے برابر پہونچ کر خود رک گیا اور پس پا چلنے لگا۔ اس نے مہمیز کیا گھوڑا ازیادہ کا واک ہو کر الف آیا اور سوار کو پشت سے گرا دیا۔ بھواشاہ مرحوم نے کہا کہ آخر بے ادبانہ الفاظ کی سزا پائی نیتانند بہت شرمندہ ہوا۔ اور کہنے لگا کہ جب میں گھوڑے کو مسجد سے آگے بڑھا کر لے جانا چاہتا تھا تو سامنے ایک دیوار حائل ہوئی اور ایک شخص نے آکر گھوڑے کے چابک مارا کہ وہ الف آگیا اور میں گر پڑا۔ نیتانند پھر گھوڑے پر احاطۂ درگاہ میں کبھی سوار نہیں ہوا۔

معجزہ ۵۶۔ ایک مرتبہ سید ابن حسن صاحب مرحوم رئیس نہٹور ضلع بجنور مع مستورات درگاہ پر مقیم تھے۔ آخر ماہ کا پنجشنبہ تھا۔ میر صاحب نے اپنے گھر میں شب جمعہ کو بیداری کی تاکید کی۔ مستورات روضہ میں جمع ہوئیں۔ سید صاحب مرحوم نے حدیث خوانی کی اور بعد ختم مجلس واپس آگئے عورات عرصہ تک نوحہ خوانی کرتی رہیں۔ لیکن تنہائی کا ایسا اثر پڑا کہ نصف شب کے بعد قیام گاہ پر چلی آئیں اور سو گئیں زوجہ سید صاحب نے خواب میں ایک سوار نقاب پوش کی زیارت کی سید صاحب نے فرمایا کہ تو اعمال شب بیداری کرنے کے لئے درگاہ میں گئی تھی کیوں چلی آئیں۔ انہوں نے جواب میں عرض کیا کہ مجھے خوف معلوم ہوا جس کی وجہ سے میں درگاہ میں اعمال نہ کر سکی۔ سوار نے ارشاد فرمایا کہ یہاں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے اس واسطے کہ جب سے یہاں درگاہ قائم ہوئی ہے اسوقت سے خداوند عالم نے چھ لاکھ فرشتہ مسلح برائے زائرین درگاہ محافظ مقرر فرمائے ہیں پھر خوف تنہائی کرنا محض عبث ہے کوئی ذی روح حیوان ہو یا انسان جن ہو یا شیطان ضرر نہیں پہونچا سکتا ہے۔ زوجہ سید ابن حسن صاحب فوراً اٹھ کر درگاہ میں چلی گئیں اور صبح تک اعمال شب بیداری میں مصروف رہیں اور پھر کبھی خوف نہیں کیا۔ بیوہ سید ابن حسن صاحب اب

تک بقید حیات ہیں اور برابر درگاہ پہ آتی اور مستفیذ ہوتی ہیں۔
معجزہ ۵۷۔ سید محمود حسن شاہ ساکن قصبہ پہانی ضلع ہردوئی یوں بیان فرماتے ہیں کہ
چند سال ہوئے کہ مردمان موضع معظم پور سادات جو موضع جوگی پورہ سے قریب جانب
شمال آباد ہے اور درگاہ جوگی پورہ دونوں مواضعات کے سرحد پر واقع ہے بغرض زیارت
عزیخانہ یا خانہ شب عاشورہ کو جوگی پورہ آتے تھے ایک نوجوان تو خیز قافلہ سے ایک فرلانگ
آگے تہا جو کہ راستہ عام جوگی پورہ سے معظم پور جاتا ہے۔ مقابلہ روضہ انور کے آیا تو دیکھا
کہ شیر راستہ پر آکر کھڑا ہے نوجوان خائف ہوکر واپس ہوا اور دیگر مردمان کو شیر
کے سد راہ ہونے سے آگاہ کیا اور تمام آدمی کھڑے ہوکر مشورہ کرنے لگے۔ کہ پیچھے سے
نادر نداف حنفی آگیا اور جب اس کو شیر کا راستہ پر کھڑا ہونا معلوم ہوا تو اس نے اپنے ہمراہیوں
سے یہ الفاظ کہے کہ "یہ تو مولا علی کا شیر ہے درگاہ پر سلام کرنے کو جایا کرتا ہے یہ کسی کو تکلیف
نہیں دیتا آؤ تم میرے ساتھ آؤ" یہ کہہ کر خود آگے چل کر دیکھا کہ شیر درمیانِ راہ کھڑا
ہے۔ نادر نداف نے شیر سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم بھی زیارت پر جاتے ہو۔ اور ہم بھی زیارت
کو جاتے ہیں لیکن تمہارے کھڑے ہونے سے ہمارے ہمراہی تم سے ڈرتے ہیں۔ شیر یہ الفاظ
سنکر جانب روضہ اقدس چلا گیا اور یہ سب آدمی باطمینان جوگی پورہ چلے گئے۔ نادر
نداف نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ آئندہ اگر درگاہ کے قریب تم میں سے کسی کو شیر ملجائے تو
ہرگز نہ ڈرنا یہ مولا کا شیر ہے۔ سید محمود حسین صاحب کا عرصہ تک درگاہ عالیہ پر قیام
رہا انہوں نے اپنے حالت قیام میں شیر کو خود بھی حاضر درگاہ ہوتے دیکھا۔
معجزہ ۵۸۔ بھوا شاہ فقیر جاروب کش درگاہ عالیہ روزہ نماز کا بڑا پابند تھا
اس کے ایک لڑکا نہوا شاہ نامی تہا جس کی عمر چار سال کی تھی ایک روز نہوا شاہ بستی
سے تنہا اپنے باپ کے پاس کو چلا یہ لڑکا کچھ زیورات نقرئی پہنے ہوئے تہا ایک جولاہا جو
جرائم پیشہ نہایت بدمعاش تھا۔ نہوا شاہ کے پیچھے ہولیا جب نہوا شاہ درگاہ پر پہونچا تو

اس کا باپ تنہوشاہ اسے نہیں ملا۔ اس بدمعاش نے تنہوشاہ کا زیور اُتار لیا۔ اور تنہوا شاہ کو مٹی اور پتوں میں دبا کر اپنے گھر چلا گیا۔ بہواشاہ جب شام کو اپنے گھر گیا تو اس کی بیوی نے تنہواشاہ کو دریافت کیا۔ بہواشاہ نے لاعلمی ظاہر کی بڑی تشویش پیدا ہوئی اور دونوں میاں بیوی تلاش کرتے ہوئے روضہ پر آئے جب کہیں پتہ نہ چلا مایوس ہو گئے اور سمجھ لیا کہ لڑکے کو کوئی درندہ لے گیا بہواشاہ نے روضہ پر جاکر فریاد کی۔ کہ میں جناب کا جاروب کش ہوں میرا لڑکا جو گم ہو گیا ہے مجھ سے ملادو۔ مکان پر آیا اور لڑکے کے غم میں بغیر کھانا کھائے سو رہا۔ آخر شب میں تنہواشاہ نے آکر اپنے باپ کو بیدار کیا بہواشاہ نے حیرت زدہ ہو کر کہا کہ بیٹا تو کہاں سے آیا۔ تنہواشاہ نے کہا کہ ایک شخص نے آکر مجھے مٹی اور پتوں سے نکالا اور میرے ساتھ ساتھ گھر تک آئے اور دروازہ کھول کر کہا کہ جا اپنے باپ کو جگالے بہواشاہ یہ سنکر بہت خوش ہوا اور صبح کو متولیان درگاہ کے روبرو ملزم کو بلوایا گیا اور بعد اقبال جرم زیور مسروقہ واپس کیا۔ سب نے موقع اور مقام دفن تنہواشاہ کا دیکھا۔ پھر ملزم نے بواسطۂ جناب امیرالمومنین علیہ السلام عفو تقصیر کی درخواست کی۔ کریم النفس سادات نے معاف کر دیا۔

معجزہ ۵۹۔ شیر کا بغرض زیارت شب جمعہ کو روضہ منورہ پر آنا مسلمہ امر ہے۔ اور اسی کی شہادت چشم دید اتنی زیادہ ہیں کہ نصف کتاب حالات مشاہدہ شیر کو ناکافی ہو مگر بنظر ثواب چند شہادتوں کو پیش ناظرین کرتا ہوں۔

(۱) گلزارشاہ فقیر جاروب کش نے درگاہ عالیہ میں شیر کو اکثر دروازۂ مشرقی پر کھڑا پایا (۲) دربارشاہ جاروب کش نابینا کو اکثر شیر سے مڈھ بھیڑ ہوئی اکثر خریداران باغ انبہ متعلقہ درگاہ مثلاً بدھو و اللہ دیا و چھجو وغیرہ وغیرہ نے شب جمعہ کو درگاہ پر شیر کو جاتے ہوئے اور واپسی پر شیر کو قبر جناب سید راجو رحمۃ اللہ علیہ پر آتے جو باغ کے اندر ہے دیکھا۔ (۳) مندرجہ تحریر کتاب ہذا معجزہ ۲۷ و ۱ و ۲ و ۳

و ۱۰۴ و ۱۰۵ اور اس کے سوا ابھی ہزارہا بہت سی شہادتیں چشم دید لکھنے کو باقی ہیں اگر حیات مستعار باقی ہے تو انشاءاللہ معجزات درگاہ جلد دوم میں عرض کروں گا۔

معجزہ ۱۰۶ درگاہ عالیہ کی عمارت جو سید راجو صاحب مرحوم ومغفور نے تعمیر کرائی تھی وہ بہت مختصر سی عمارت تھی اب جو درگاہ عالیہ کی عمارت ہے وہ بڑی شان اور شوکت کے ساتھ بموجب حکم جناب امیر مولانا علی ابن ابی طالب علیہ السلام معرفت شیخ علی بخش صاحب مرحوم ٹھیکدار میرٹھ ساکن قصبہ نگینہ ضلع بجنور کے تیار ہوئی ہے۔ واقعہ تبدیل عمارت کا یوں ہے۔

شیخ علی بخش صاحب کمبوہ نگینہ کے رہنے والے تھے یہ قصبہ درگاہ سے دس یا گیارہ میل کے فاصلہ پر جانب جنوب شرق آباد ہے۔ شیخ صاحب عالم شباب میں تبلاش معاش میرٹھ پہونچے اور وہاں جاکر سلسلۂ ٹھیکیداری شروع کیا۔ بعد ایک عرصہ کے وطن واپس آئے۔ تو درگاہ پر بغرض زیارت حاضر ہوئے اور بعد حصول زیارت مولا سے التجا کی کہ مجھے اس کام میں خوب ترقی دلوادو۔ یہ عرض کرکے میرٹھ واپس ہوگئے۔ اور برابر درگاہ پر آتے رہے۔ لیکن کبھی کسی سے کوئی ذکر نہیں کیا۔ سنہ ۱۳۲۵ہجری میں جو شیخ صاحب درگاہ پر تشریف لائے تو شیخ صاحب کے ہمراہ ۱۶ معمار اور چند مزدور تھے متولیان درگاہ کو بلاکر جمع کیا اور کہا کہ میں روضہ منورہ کی عمارت تبدیل کراکے نئی بنوانا چاہتا ہوں۔ متولیان درگاہ نے جواب میں کہا کہ درگاہ کی عمارت تو نہایت مضبوط ہے۔ گو مختصر ہے۔ البتہ آپ آسائش زائرین کے لئے مکانات بنوا دیجئے کیونکہ اسی کی ضرورت بھی ہے۔ اور اسوقت آپ اپنے ارادۂ تعمیر کو ملتوی فرمادیں کیونکہ موسم برسات ہے اور نجیب آباد کا راستہ نہایت دشوار گذار ہے درمیان میں کئی ندیاں نالے پڑتے ہیں۔ اشیا ر متصرفہ متعلقہ عمارت کے لانے میں بڑی دشواری ہوگی۔ اور صرفہ بھی زائد ہوگا۔ اس کے جواب میں شیخ صاحب

صاحب نے فرمایا کہ مجھے صرفہ وغیرہ کی کوئی پروا نہیں ہے۔ جو کچھ میرے پاس دولت و حشمت ہے وہ سب جناب امیر علیہ السلام کا عطیہ ہے۔ اور میں روضۂ منورہ کی عمارت کو بموجب حکم آقائے مومنین تعمیر کرانے آیا ہوں لوگ مستفسر حالات ہوئے تو شیخ صاحب نے فرمایا کہ اب سے ۳۵ برس پہلے جب میں درگاہ مقدسہ پر حاضر ہوا اور سرکار میں اپنی ترقی رزق وحصول اولاد سعید کی دعا کر کے میرٹھ واپس ہوا۔ ایک روز رات کے وقت سو رہا تھا دیکھتا ہوں کہ جناب امیر المومنینؑ درگاہ جوگی پورہ میں رونق افروز ہیں۔ اور میں بھی حاضر خدمت ہوں۔ سرکار نے مجھے اپنے پاس بلا کر ارشاد فرمایا کہ تم نے جو درخواست طلب اولاد سعید اور ترقی رزق درگاہ رب العزت میں گذرانی ہے۔ چونکہ پروردگار عالم نے خاندان محمدؐ کو علم صادق اپنی رحمت سے عطا فرمایا ہے اسواسطے ہم ہر ذی روح کے حالات سے واقف رہتے ہیں تمہاری درخواست کو رب العالمین نے اپنی بندہ نوازی سے قبول فرما لیا ہے لہٰذا تم کامیاب ہوئے اور اسی وقت ایک کاغذ پر اپنے دست مبارک سے نقشہ درگاہ عالیہ کا کھینچکر مجھے مرحمت فرما کر ارشاد فرمایا کہ اسی درگاہ کی عمارت کو تم اسی نقشہ کی بموجب تعمیر کرا دینا۔ یہ دیکھکر میں خواب سے بیدار ہوا اور دو رکعت نماز شکریہ خداوند عالم کی ادا کی۔ اور اپنے کاروبار میں مصروف ہوا اسی روز سے مجھے دن دونی رات چوگنی ترقی رزق حاصل ہوتی چلی گئی۔ اور اب تک موجود ہے۔ اولاد میں بفضلہ تعالےٰ بہ طفیل جناب امیر علیہ السلام کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں کئی پوتے پوتیاں۔ نواسے نواسیاں موجود ہیں اور سب نیک بخت اور نیک اطوار و نیک عادات ہیں اب ۳۵ برس گذرنے کے بعد کچھ عرصہ ہوا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں پھر درگاہ پر حاضر ہوں اور سرکار بھی جلوہ افروز ہیں۔ میں نے حاضر خدمت ہو کر سلام عرض کیا آقا نے جواب سلام دیکر ارشاد فرمایا کہ علی بخش تم نے ہمارے حکم کی تعمیل درباره

تعمیر درگاہ اب تک نہیں کی تم کو چاہئے کہ بہت جلد درگاہ کو تعمیر کرا دو لہٰذا میں تمام کاروبار کو چھوڑ کر تعمیل ارشاد کے لئے حاضر ہوا۔ اسی وقت روضہ کی تعمیر شیخ صاحب نے شروع کرا دی روضہ منورہ کی زیارت بالکل اسی نقشہ کی بموجب تیار ہوئی ہے جو نقشہ جناب امیر علیہ السلام نے شیخ علی بخش صاحب کو خواب میں دکھایا تھا ابھی درگاہ عالیہ کی عمارت تکمیل کو نہ پہونچی تھی صرف روضہ منورہ کی تعمیر ختم ہو چکی تھی۔ جو شیخ صاحب کو اطلاع ہوئی۔ کہ میرٹھ سے درگاہ پر آئے اور اپنے ہمراہ چار کلس طلائی جھول کے برائے عمارت درگاہ لائے اور عمارت پر نسب کرا کر اور عمارت کو دیکھ کر یہاں کے اور بقیہ کام کی کارکنان کو ہدایت کر کے میرٹھ واپس چلے گئے۔ مگر افسوس کہ تھوڑے دنوں بعد شیخ صاحب کو پیغام اجل آ پہونچا اور راہی ملک بقا ہوئے خدا مغفرت کرے۔ بقیہ کام جو درگاہ عالیہ کے متعلق رہ گیا تھا اس کی تکمیل شیخ صاحب کی اولاد اور بیوہ نے کرائی۔ شیخ صاحب اپنی زندگی میں ہمیشہ درگاہ پر رمضان شریف کے اس موقعہ پر آتے تھے جبکہ یہاں پر بصورت ہنگامہ ہزاروں آدمیوں کا مجمع ہوتا ہے کئی قسم کے کھانے اچھے سے اچھے بڑی سی بڑی تعداد میں تیار کراتے اور ۲۱ رمضان کو وہ سب کھانے یہ کہکر تقسیم کرا دیتے تھے کہ ان سب کھانوں کو نام جناب امیر علیہ السلام پر اور اللہ کی خوشنودی کے واسطے لٹا دو۔

یہاں تک لکھنے کے بعد کچھ خاص گذارش خدمت مومنین میں عرض کرتا ہوں جو نہایت ضروری ہے اول تو یہ کہ میری علمی قابلیت نہایت ناکافی ہے جس کا میں خود مقر ہوں میدان تحریر و تقریر کو طے کرنا میرے اسپ ذہن رسا کی قوت سے بالکل باہر ہے دوسرے ارض جوگی پورہ کا شرف بھی میرے بیان سے باہر ہے کیونکہ جس مقام کو جناب امیر المومنین علیہ السلام پسند فرما دیں تو وہ بلاشبہ ہم پایہ نجف اشرف قرار پا گیا اور اس سرزمین کے شرف کا باعث سید راجو صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ ہوئے

سادات کی مستقل آبادیاں اور بھی بہت سی بستیوں میں موجود ہیں لیکن جناب امیرالمومنین
علیہ السلام کا اس طرح تشریف لانا نمایاں فخر ہے کہ کسی مقام کو حاصل نہیں ہوا۔ سیدراجو
صاحب نے بتعمیل حکم روضہ تعمیر کرایا اور تولیت روضہ مبارک اولاد سید صاحب
میں اب تک موجود ہے اور آمدنی نذر چراغی شیرینی چادر نقدی وغیرہ سب کے یہ
ہی مستحق ہیں۔ اب سے پہلے درگاہ کے تمام حالات اور معجزات سینہ بسینہ خاندان تولیت
میں ہی چلے آتے تھے خدا کے فضل وکرم سے اور جناب امیرالمومنین کی امداد سے
اور مومنین کی خاص نظر توجہ سے اس حقیر کو یہ جرأت ہوئی کہ معجزات مولانا جناب
علی ابن ابی طالب علیہ السلام متعلق درگاہ ایک جگہ جمع کرکے بصورت کتاب شایع
کرانے کے بعد مومنین کی خدمت میں پیش کروں چونکہ میں نہایت ہی کمزور حیثیت کا
آدمی ہوں بار اشاعت کو برداشت کرنا میری قوت سے باہر ہے اس لئے ساٹھ معجزات
کتاب ہذا میں درج کرتا ہوں اگر مومنین نے میری محنت کی دل سے قدر کی اور اس
تحفہ نادرہ کو ہاتھوں ہاتھ خرید فرماکر عزت بخشی تو انشاءاللہ معجزات جلد دوئم
زیادہ تفصیل اور ترقی کے ساتھ شائع ہوں گے اس لئے کہ درگاہ عالیہ کی سرزمین
کو گذرگاہ جناب امیر علیہ السلام ہوتے ہوئے تقریباً کچھ کم تین سو برس ہو چکے ہیں
اسوقت سے لے کر اب تک کے واقعات وعجائبات بہ حالت پوشیدگی و چادر خموشی
زیر دامن عصمت مفلسی قیام گذیں ہیں۔ خواہش قلبی ہی کہ اگر خدا کو منظور ہوا تو تمام
واقعات درگاہ عالیہ کے روز روشن کی طرح اطراف عالم میں پھیل کر دنیا کو چمکا دیں
اور تمام مایوس القلب ہستیوں کو اپنی طرف کھینچ کر راہ کامیابی دکھادیں آمین۔

سید راجو صاحب اعلی اللہ مقامہ نے بموجب بشارت دو عمارتیں ایک درگاہ
دوسرے مسجد تیار کرائی تھیں اور باقی تمام جنگل متعلق درگاہ بن تھا۔ لیکن اب خدا
کے فضل وکرم سے درگاہ کی عمارت بموجب نقشہ جناب امیر علیہ السلام بڑی شان

وشوکت کے ساتھ تیار ہوئی ہے اور مسجد کی تبدیلی بموجب مسئلہ شریعت دشوار ہے اس لئے
وہی مسجد جو سید راجو صاحب بلّے معجزہ کے پانی اور چونے سے تیار کرائی ہے اب تک باقی ہے
ایک مہمان سرائے مردانہ اور زنانہ جس کے دس بارہ کمرے مکمل طریقہ پر بنے ہوئے
ہیں میر ابن حسن صاحب مرحوم رئیس ہلدور ضلع بجنور نے تیار کرائے ہیں۔ دوسری طرف
ایک کمرہ خان بہادر میر ظل حسنین ومنشی سید تہذیب حسین صاحب بابو سید خورشید حسین
وعالی جناب سید نواب حسین صاحب جج نے بڑا عالی شان تیار کرایا ہے۔ اور چار کمرے عام
مومنین وزائرین درگاہ کی امداد سے اسی کمرے کے الحاق میں تیار ہوئے ہیں۔ درگاہ
عالیہ میں پانی کھینچنے کی مشین خواجہ ریاض حسین صاحب سب رجسٹرار ساکن قصبہ کیرانہ
ضلع مظفر نگر نے نصب کرائی ہے۔ چہار دیواری کے باہر گوشہ شمال میں ایک
کنواں اور غسل خانہ سید ناصر حسین صاحب تحصیلدار ولد سید واکر حسین صاحب ساکن امروہہ
محلہ جعفری ضلع مراد آباد نے تیار کرائے ہیں۔ مہمان سرائے کے سامنے جو چبوترے پر جو
کنواں بنا ہوا ہے وہ پہلے ہی کسی بزرگ نے تیار کرایا تھا جس کے تیار ہونے پر چشمہ
کا پانی بند ہو گیا درگاہ کے متعلق جو باغ انبہ ہے اس میں جناب سید راجو صاحب اعلی
اللہ مقامہ بانئ درگاہ کی ایک خام چبوترے پر قبر پختہ بنی ہوئی ہے اور اسی قبر کے نزدیک
ایک کنواں اور ایک غسلخانہ بنا ہوا ہے جس میں اکثر وہ بیمار جو حاضر درگاہ ہوتے ہیں آ کر
نہاتے اور شفا پاتے ہیں درگاہ عالیہ کے متعلق کوئی آمدنی خاص یا جائداد موقوفہ
وغیرہ سوائے درگاہ کے احاطہ کے جس کی آراضی تخمیناً چھ یا سات بیگہ پختہ ہے اور کوئی
نہیں جو درگاہ عالیہ کے بخوبی اخراجات کی کفیل ہو سکے۔ نذر وغیرہ کی جو آمدنی ہے
اسی میں سے اخراجات پورے کئے جاتے ہیں۔ اولاد سید راجو صاحب جو موضع جوگی پورہ رہ گئے
میں آباد ہیں اور تولیت درگاہ کے خاندانی وارث ہیں بہت مفلوک الحال ہو چکے
ہیں محض جسمانی خدمات کے سوا کوئی مالی خدمت سر انجام نہیں دے سکتے ہیں پہلے ہی سے

کچھہ ایسا سلسلہ چلا آتا ہے کہ جس چیز کی ظاہرا کمی معلوم ہوتی ہے اسکو کوئی نہ کوئی زائر صاحب آکر انجام دیدیتے ہیں اور وہ ضرورت رفع ہوجاتی ہے۔ انتہا یہ کہ بارہ سال تک ایک انجمن مرتضوی درگاہ علی جوگی پورے کے نام سے جاری رہی جس کے کارکنان صاحبان رامپوری تھے اور بڑے زور وشور سے کارکنان انجمن نے انجمن کے بیڑے کو اٹھایا مگر کامیاب نہ ہوسکے آخر انجمن معدوم ہوگئی اور پھر وہی سلسلہ فرداً خدمات انجام دینے کا جاری ہوگیا یہ بھی عرض کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اب سے پچاس برس پہلے آمد زائرین درگاہ پر اس قدر نہ تھی باوجودیکہ اب مندرجہ بالا مکانات تیار ہوچکے ہیں لیکن کثرت زائرین کے لحاظ سے ہروقت بالکل ناکافی ہیں کیونکہ آنے والے اطراف عالم سے زائرین کے قافلوں پر قافلے روزآنہ برابر آتے رہتے ہیں۔ ایک مشین پانی کھینچنے کی جو کسی صاحب نے زنانہ مکان میں نصب کرائی تھی وہ ٹوٹ گئی ہے ابھی تک درست نہیں ہے المختصر پھر میں دوسرے واقعات کی طرف جاتا ہوں۔ درگاہ عالیہ پر ایک صاحب سید زین العابد صاحب ساکن قصبہ محمد آباد ضلع اعظم گڈھ سے بغرض زیارت بروز پنجشنبہ بوقت ۸ بجے شام بتاریخ ۱۶ محرم الحرام ۱۳۳۴ ہجری مطابق ۲۵ نومبر ۱۹۱۰ء کو جن کا ذکر معجزات مندرجہ کتاب ہذا میں بھی آچکا ہے تشریف لائے تھے انہوں نے سلسلۂ تحریر معجزات کا ڈھنگ ڈالا تھا اور اپنے ہاتھ سے ایک کتاب لکھی جس کا نام کتاب الزائرین جلد اول رکھا وہ ختم ہوگئی تو اب جلد دوم تحریر ہورہی ہے معجزات بے شمار ضابطۂ تحریر میں آچکے ہیں لیکن بعض حضرات نے اپنے حالات کو مفصل تحریر نہیں فرمایا ہے اور درگاہ کی کتاب الزائرین میں تشریف آوری اور مختصر طریقہ پر غرض آمد درج ہے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اب میں ان آخری صفحوں پر ان بزرگواروں کے نام نامی درج کروں جو بموجب میری گذارش کے تحریر فرماکر یا بلا تحریر فرمائے اس سرزمین سے چلے گئے ہیں اور باقی معجزات جلد دوم میں شایع ہوں گے۔

(۱) پہلے آنے والے یہاں پر جناب سید راجو صاحب اعلی اللہ مقامہ ہیں جو بغرض ہراس وخوف عالمگیر بادشاہ آئے۔

(۲) وہ برہمن ہے جس نے جناب امیر علیہ السلام نے اپنی تشریف لانے کا گواہ بنایا۔ کیونکہ گواہی غیر کی زیادہ مستند مانی جاتی ہے ورنہ بہت ممکن تہا کہ جناب امیر علیہ السلام سید راجو صاحب کو بشارت دینے کے لئے بلا لیتے۔ چونکہ آپ حجت خدا ہیں اس واسطے کوئی کام بلا دلیل بین کے آپنے کبھی مناسب نہ سمجھا اور وہ گھاس کھودنے آیا تہا۔

(۳) خود جناب امیر علیہ السلام معہ ہمراہیان سید راجو صاحب تشریف لائے اور اس مقام کو پسند فرمایا۔

(۴) عزیز و اقارب سید راجو صاحب معہ جناب سید راجو صاحب بر وقت طلبی مولا مومنین کے۔

(۵) نواب نجیب خاں صاحب نجیب آباد بغرض حصول زیارت درگاہ جنہوں نے ۲۱ و ۲۲ رمضان المبارک اپنے عقائد کے موافق عرس جناب امیر المومنین علیہ السلام قائم کیا جو اب تک قائم ہے۔

(۶) پھر ہزارہا آدمی جو بوقت ہنگامہ وقتاً فوقتاً آتے رہے۔

(۷) ہر وہ زائر و مومن جو کتاب الزائرین میں درج ہونے سے پہلے بغرض زیارت آیا

(۸) سید زین العباد صاحب مرحوم رئیس محمد آباد ضلع اعظم گڈھ ۲۵ نومبر ۱۵ء کو بغرض زیارت آئے

(۹) سید فتح حسین صاحب ساکن موضع ہاشم پور ضلع مظفر نگر ۱۰ ر دسمبر ۱۵ء کو بغرض زیارت درگاہ پر آئے

(۱۰) سید اختر حسین صاحب ساکن موضع کوتوالی ضلع بجنور ۲۰ دسمبر ۱۵ء کو بغرض زیارت درگاہ پر آئے

(۱۱) سید محمد جعفر صاحب جعفری ریاست بھرتپور ۲۲ دسمبر ۱۵ء کو بغرض زیارت آئے۔

(۱۲) سید نیاز حسین ولد سید سجاد حسین و سید تجمل حسین و سید حسن و سید فراست علی صاحب مین ضلع بجنور بغرض ادائگی منت حاضر درگاہ ہوئے۔

(۱۳) شیخ محمد وزیر حسن نمان صاحب ساکن ٹہوا ضلع مؤ ضلع بارہ بنکی ۳۰ر دسمبر ۱۵ء کو بغرض زیارت حاضر درگاہ رہے۔

(۱۴) سید رضی الدین صاحب ساکن دیوگام ضلع اعظم گڈھ ۳۰ دسمبر ۱۵ء کو بغرض زیارت پر آئے

(۱۵) سید سبط حسن صاحب انسپکٹر علی گڈھ ۳۰ دسمبر کو بغرض ادائگی منت ترقی رزق حاضر ہوئے

(۱۶) سید علی ظفر صاحب ساکن موضع کھنیڑہ ضلع بجنور ۳۱ دسمبر کو بغرض ادائگی منت حاضر ہوئے

(۱۷) سید ظفر حسن صاحب قصبۂ محمد آباد ضلع اعظم گڈھ بغرض شرف زیارت ۳۰ دسمبر ۱۵ء کو حاضر درگاہ ہوئے۔

(۱۸) سید باور حسین صاحب قصبہ محمد آباد اترار ی ضلع اعظم گڈھ جنوری ۱۹۱۶ء کو حاضر ہوئے

(۱۹) شیخ باسط علی صاحب رئیس دیوگام ضلع اعظم گڈھ ۳۰ر دسمبر کو بغرض زیارت حاضر ہوئے

(۲۰) سید جواد علی صاحب ساکن منہٹرہ ضلع بجنور ۱۲ جنوری ۱۹۱۶ء کو بغرض منت حاضر ہوئے

(۲۱) سید اجمل حسین صاحب کوثر ساکن علی گڈھ ۲۰ جنوری ۱۹۱۶ء بغرض زیارت حاضر ہوئے

(۲۲) سید بشارت حسین صاحب قصبہ چاندپور ضلع بجنور سے ۲۰ جنوری ۱۹۱۶ء بغرض زیارت حاضر ہوئے

(۲۳) سید امیر حیدر ولد سید امیر حسین صاحب ساکن بنہیڑہ ضلع مظفر نگر ۲۱ جنوری ،،

(۲۴) سید عباس علی صاحب ساکن جہالو ضلع بجنور ۲۸ جنوری ۱۹۱۶ء کو معہ اہل و عیال خان بہادر سید ظل حسنین صاحب بغرض ادائگی منت سید نواب حسن صاحب ایم اے ایل ایل بی حاضر ہوئے

(۲۵) سید شبیر حسین صاحب ساکن قصبہ میراں پور ضلع مظفر نگر ۱۱ر فروری ۱۹۱۶ء کو بغرض زیارت آئے

(۲۶) سید آغا حسن صاحب ساکن موضع نگلہ چاندپور ضلع میرٹھ ۹ر فروری ۱۹۱۶ء کو زیارت پر آئے

(۲۷) حکیم انوار الحق صاحب حنفی المذہب ساکن امروہہ ۱۸ فروری ۱۶ء کو بغرض زیارت آئے۔

(۲۸) نواب سید مقصود علی خاں صاحب رئیس جانسٹھ ضلع مظفر نگر ۱۹؍ فروری سنہ ۱۹۱۶ء

(۲۹) سید باقر علی خاں صاحب رئیس " " " ۱۵ فروری "

(۳۰) سید احمد حسین صاحب ساکن بیڈولی " " " " "

(۳۱) سید جواد الحسن صاحب قصبہ لسولی ضلع بدایوں - ۲۴ فروری "

(۳۲) سید سخاوت حسین صاحب ساکن بنہڑہ سادات ضلع مظفر نگر بغرض ادائیگی منت ۲۰؍
فروری سنہ ۱۹۱۶ کو حاضر درگاہ ہوئے۔

(۳۳) سید سخاوت حسین صاحب ساکن بنہڑہ سادات ضلع مظفر نگر ۸ مارچ سنہ ۱۹۱۶

(۳۴) سید مبارک حسن صاحب ساکن قصبہ باشہ ضلع بجنور واسطے طلب منت کے ۱۳ مارچ
سنہ ۱۶ء کو حاضر درگاہ ہوئے۔

(۳۵) سید علی اعجاد صاحب ساکن قصبہ محمد آباد ضلع اعظم گڈھ بغرض زیارت و ادائیگی منت
حصول اولاد ۱۶؍ مارچ سنہ ۱۶ء کو حاضر ہوئے۔

(۳۶) سید محمد صادق صاحب ساکن ہیمن ضلع بجنور ۱۶ مارچ سنہ ۱۶ء کو حاضر ہوئے۔

(۳۷) سید مبارک حسن صاحب ساکن ککرولی ضلع مظفر نگر بغرض زیارت ۱۶ مارچ آئے

(۳۸) سید سلطان حسین صاحب رئیس ساکن امروہہ ضلع مرادآباد " " "

(۳۹) سید فتحیاب حسین صاحب و سید مختار حسین صاحب بغرض زیارت ۲۹ مارچ سنہ ۱۶ء کو
میراں پور ضلع مظفر نگر سے حاضر ہوئے۔

(۴۰) سید محب علی صاحب ساکن ککرولی ضلع مظفر نگر بغرض زیارت ۳۱ مارچ سنہ ۱۶ء کو حاضر ہوئے

(۴۱) سید مظہر حسن صاحب نمبردار ساکن موضع گوڈلی ضلع بجنور بغرض زیارت معہ اہل و عیال
۱۹؍ اپریل سنہ ۱۶ء کو حاضر درگاہ ہوئے

(۴۲) منشی تجمل حسین صاحب و مولوی محمد حسن و منشی ولایت حسین و منشی احمد حسین و منشی جعفر حسین
و منشی عبد العزیز و منشی نذر حسن و منشی علی شیر و منشی محمد علی جان صاحبان معہ قافلہ مستورات

کے موضع حسین پور ضلع بجنور سے ۲۰ اپریل ۱۶ء کو بغرض ادائیگی منت بحصول زیارت حاضر ہوئے۔

(۴۳) سید حامد حسین صاحب ساکن ہیمین ضلع بجنور ۲۰ اپریل ۱۶ء کو بغرض زیارت آئے۔

(۴۴) سید ہلال حسن صاحب ساکن مرادآباد ۲۴ اپریل ۱۶ء کو بغرض زیارت آئے۔

(۴۵) سید ظل حسنین صاحب بہتینہیڑی ضلع بجنور بغرض ادائیگی منت حصول اولاد ۲۴ اپریل کو حاضر ہوئے

(۴۶) سید ناظم حسین صاحب ساکن پور قاضی ضلع مظفرنگر بغرض ادائیگی منت ۴ مئی کو حاضر ہوئے

(۴۷) سید شبیر علی صاحب انسپکٹر پولیس ۴ مئی ۱۶ء کو بیڈولی ضلع مظفرنگر سے بغرض زیارت آئے

(۴۸) سید عاشق عباس صاحب ساکن ٹلی محلہ بہوجلا پہاڑی ۲ مئی ۱۶ء کو بغرض زیارت آئے

(۴۹) سید ذکی حسن صاحب ساکن امروہہ ضلع مرادآباد بغرض زیارت معہ اہل وعیال ۶ مئی ۱۶ء کو حاضر اور ظہور عجائبات دیکھا۔

(۵۰) سید منظر حسن صاحب ساکن وتیانہ ضلع مظفرنگر سے معہ ایک قافلہ کے ۲۵ مئی ۱۶ء کو بغرض زیارت ہوئے۔

(۵۱) مولوی سید ظہیر حسن صاحب و مولوی سید محمد صاحب و حافظ سید امیر کاظم صاحب ساکنان ضلع بجنور بغرض زیارت حاضر ہوئے۔

(۵۲) سید محمد یونس صاحب مرحوم ساکن قصبہ ہلدور ضلع بجنور بغرض ادائیگی منت ۹ جنوری ۱۹۱۷ء کو درگاہ پر حاضر ہوئے۔

(۵۳) سید سراج الحسن صاحب ملازم محکمہ نہر بغرض زیارت ۹ جنوری کو حاضر ہوئے۔

(۵۴) سید محمد علی خاں صاحب رئیس جانسٹھ ضلع مظفرنگر معہ سواریاں زنانہ بغرض زیارت ۱۱ جنوری ۱۷ء کو حاضر ہوئے۔

(۵۵) سید معشوق الحسن صاحب ساکن سنبھل ضلع مرادآباد بغرض زیارت ۲۵ جنوری ۱۷ء

(۵۶) چودھری سید عترت حسین صاحب رضوی بی اے ساکن عاشق محل کانپور و سید تقی حسن صاحب تحصیلدار ساکن شاہ گنج آگرہ بغرض ادائیگی منت وکامیابی امتحان بحصول صحت جسمانی حاضر ہوئے۔

(۵۶) سید محمد حسین صاحب شیش محل لکھنؤ معہ ہمراہیان بغرض زیارت ۲۰ جنوری ۱۷ء کو حاضر ہوئے۔

(۵۷) لالہ بھگوان داس صاحب ساکن دہرادون معہ اپنی اہلیہ کے بغرض صحتیابی ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ ہجری کو درگاہ میں حاضر ہوئے۔

(۵۸) سید الطاف حسین صاحب لدھیانہ پنجاب سے بغرض زیارت ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ ہجری کو حاضر درگاہ آئے۔

(۵۹) سید مرتضےٰ حسین صاحب آنریری مجسٹریٹ جولی ضلع مظفرنگر سے بغرض زیارت ۲ فروری کو معہ اہل وعیال کے درگاہ پر حاضر ہوئے۔

(۶۰) سید ذاکر حسین صاحب حدیث خوان ساکن میرٹھ بغرض زیارت ۱۱ فروری کو حاضر ہوئے۔

(۶۱) سید محمد حسین صاحب ضلعدار راجہ محمد امام علی خاں صاحب تعلقہ دار بٹو امنو ضلع بارہ بنکی بغرض ادائیگی منت راجہ صاحب موصوف ۱۶ فروری ۱۷ء کو حاضر ہوئے۔

(۶۲) سید کرم حسین صاحب ساکن کوال ضلع مظفرنگر بغرض زیارت ۱۲ فروری ۱۷ء کو حاضر ہوئے

(۶۳) سید مظاہر حسین صاحب ساکن سہارنپور محلہ کبجو رتلہ بغرض ادائیگی منت معہ اپنی والدہ کے ۶ مارچ ۱۹۱۷ء کو حاضر ہوئے۔

(۶۴) ممتاز حسین مدرس قصبہ نگینہ ضلع بجنور بغرض ادائیگی منت حصول اولاد ۸ مارچ ۱۷ء کو حاضر ہوئے

(۶۵) سید زین العبا صاحب مرحوم ساکن قصبہ محمد آباد ضلع اعظم گڈھ بغرض ادائیگی منت ۸ مارچ ۱۷ء کو حاضر ہوئے۔

(۶۶) سید حسنین نذر صاحب ساکن سمین ضلع بجنور معہ سواریاں زنانہ بغرض ادائیگی منت ۱۵ مارچ ۱۷ء کو حاضر ہوئے۔

(۶۷) شیخ مراد علی صاحب ساکن قصبہ ڈیبائی ضلع بلندشہر بغرض ادائیگی منت حصول صحت ۱۶ مارچ ۱۷ء کو حاضر درگاہ آئے۔

(۶۸) سید رضا حسین صاحب ساکن موضع باہڑی ضلع مظفرنگر معہ ہمراہیان بغرض زیارت

۲۰ مارچ ۱۷ء کو حاضر ہوئے

(۶۹) سید علی عباس صاحب ساکن سہارنپور بغرض زیارت ۲۹ مارچ ۱۷ء کو درگاہ پر حاضر ہوئے۔

(۷۰) سید قاسم حسین صاحب سنبلہیڑہ ضلع مظفرنگر بغرض حصول زیارت ۱۳ مارچ کو حاضر ہوئے

(۷۱) سید مظاہر حسین صاحب ساکن سہارنپور معہ سواریاں زنانہ بغرض ادائگی منت ۱۷ اپریل ۱۹۱۷ء کو درگاہ پر حاضر ہوئے۔

(۷۲) سید ذاکر حسین صاحب ساکن قصبہ باڑی ضلع سیتاپور بغرض زیارت ۲۲ اپریل ۱۷ء کو درگاہ پر حاضر ہوئے۔

(۷۳) سید مشتاق حسین صاحب ساکن قصبہ موانہ کلاں ضلع میرٹھ مع سواریان زنانہ بغرض زیارت ۲۵ اپریل ۱۷ء کو حاضر درگاہ ہوئے۔

(۷۴) شیخ صادق حسین صاحب انصاری ساکن سہارنپور معہ سواریاں زنانہ بغرض زیارت ۲۴ اپریل ۱۷ء کو درگاہ پر حاضر ہوئے۔

(۷۵) خواجہ علی اختر صاحب ساکن سہارنپور معہ سواریاں زنانہ وچند ہمراہیان بغرض زیارت ۲۴ اپریل ۱۷ء کو حاضر درگاہ ہوئے۔

(۷۶) منشی لطف اللہ خاں صاحب سنی المذہب قصبہ بڈہاں پور ضلع بجنور سے بغرض ادائگی منت ۲۷ اپریل ۱۷ء کو درگاہ پر حاضر ہوئے۔

(۷۷) سید قاسم حسین صاحب ساکن سہارنپور بغرض حصول زیارت ۲۹ اپریل ۱۷ء کو حاضر ہوئے

(۷۸) سید شفیق احمد ساکن سمن ضلع بجنور بغرض زیارت ۲۹ اپریل ۱۷ء کو حاضر ہوئے۔

(۷۹) مولانا سید مقبول احمد صاحب مرحوم دہلوی بغرض زیارت ۸ مئی ۱۷ء کو حاضر ہوئے۔

(۸۰) سید حیدر حسن صاحب ساکن سمن ضلع بجنور معہ قافلہ کثیر عورت و مرد بغرض ادائگی منت و حصول زیارت ۳۰ مئی ۱۷ء کو حاضر درگاہ ہوئے۔

(۸۱) سید فیاض حسین صاحب ساکن موضع چھچھو پورہ ضلع بجنور معہ ایک قافلہ کثیر عورت و مرد بغرض ادائگی منت وحصول زیارت ۔ ۳۰ مئی کو درگاہ پر حاضر ہوئے ۔

(۸۲) سید امتیاز حسن صاحب معہ سواریاں زنانہ ۳۰ مئی ۱۷ء کو درگاہ پر حاضر ہوئے ۔

(۸۳) سید مشتاق حسین صاحب ساکن نگینہ ضلع بجنور بغرض ادائگی منت ۴ جون کو حاضر ہوئے ۔

(۸۴) سید آل احمد صاحب ساکن امروہہ و سید انوار حسن خاں صاحب بغرض ادائگی ۷ جون ۱۷ء کو حاضر ہوئے

(۸۵) سید تصدق حسین صاحب و سید ابن حسن صاحب ساکن قصبہ نجیب آباد ضلع بجنور بغرض ادائگی منت

۸ جون ۱۷ء کو درگاہ پر حاضر ہوئے ۔

(۸۶) مولوی احمد حسن صاحب ساکن قصبہ شیرکوٹ ضلع بجنور بغرض حصول زیارت ۱۰ جون ۱۷ء کو درگاہ پر آئے

(۸۷) سید نقی حسن صاحب ساکن موضع ملک جہانگیر آباد ضلع بجنور بغرض ادائگی منت ۱۷ جون کو حاضر ہوئے

(۸۸) سرکار عجیب شاہ صاحب سہارنپور سے بغرض زیارت ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۳۵ ہجری کو حاضر ہوئے

(۸۹) حسین علی ساکن ٹرہانہ ضلع مظفر نگر بغرض زیارت ۸ ستمبر ۱۷ء کو حاضر ہوئے ۔

(۹۰) سید تبارک حسین صاحب معہ ہمراہیان امروہہ ضلع مرادآباد سے ۴ اکتوبر کو حاضر ہوئے ۔

(۹۱) سید فدا حسین ساکن مظفر نگر موتی محل سے بغرض حصول زیارت ۷ اکتوبر ۱۷ء کو درگاہ پر حاضر ہوئے ۔

(۹۲) تسلیم ۔ ملازم سید مسیح الحسن صاحب وکیل امروہہ ضلع مرادآباد بغرض ادائگی منت ۱ نومبر ۱۷ء کو حاضر ہوئے

(۹۳) شیخ نقی حسن صاحب شہر میرٹھ خیر نگر بازار معہ زنانہ سواریاں بغرض زیارت ۹ نومبر ۱۷ء کو حاضر ہوئے

(۹۴) سید یاسر حسین صاحب ساکن امروہہ ضلع مرادآباد معہ زنانہ سواریاں بغرض ادائگی منت ۱۳ نومبر ۱۷ء کو حاضر ہوئے

(۹۵) سید نور الحسن صاحب رئیس موضع منورا ضلع سیتاپور بعد حصول مراد ۶ صفر ۱۳۳۶ھ حاضر ہوئے ۔

(۹۶) زنانہ سواریاں مولوی بشیر احمد صاحب تحصیلدار نجیب آباد بغرض زیارت ۴ نومبر ۱۷ء حاضر ہوئیں

(۹۷) سید بشیر حسین صاحب ساکن قصبہ جلالی ضلع علی گڈھ بغرض زیارت ۲۴ نومبر ۱۷ء حاضر ہوئے ۔

(۹۸) سید فرحت علی صاحب ساکن قصبہ امروہہ محلہ حقانی بغرض زیارت ۲۵ نومبر ۱۷ء کو حاضر ہوئے

(۹۹) سید احمد عباس صاحب ساکن رسول پور ضلع مظفر نگر معہ زنانہ سواریاں بغرض زیارت

۲۹ نومبر سنہ ۱۷ء حاضر ہوئے اور ظہور عجائبات دیکھا۔

(۱۰۰) سید آغا حسن صاحب میراں پور ضلع مظفر نگر معہ ایک قافلہ کثیر عورت و مرد بغرض زیارت ۸ دسمبر سنہ ۱۷ء کو حاضر ہوا۔

(۱۰۱) سید محمد علی خاں صاحب رئیس جانسٹھ ضلع مظفر نگر بغرض ادائیگی منت حصول بندوق جو مسروقہ گئی تھی ۲۰ نومبر سنہ ۱۷ء کو حاضر درگاہ ہوئے

(۱۰۲) بیوہ سید ابن حسن صاحب رئیس نہٹور ضلع بجنور بغرض ادائیگی منت کامیابی مقاصد منجانب مرحوم ۴ جنوری سنہ ۱۸ء کو حاضر درگاہ ہوئے۔

(۱۰۳) مبلغ دو روپیہ کا منی آرڈر منجانب سید احمد آغا صاحب طالب علم لاہور سلطان منزل بغرض ادائیگی منت کامیابی امتحان ۱۰ مارچ سنہ ۱۸ء کو وصول ہوا۔

(۱۰۴) سید آل حسن صاحب رئیس قصبہ نجیب آباد ضلع بجنور بغرض ادائیگی منت ۱۱ مارچ کو معہ سواریاں زنانہ حاضر درگاہ ہوئے۔

(۱۰۵) سید مصطفےٰ حسن صاحب ساکن بنہیڑہ ضلع بجنور بغرض شرف زیارت ۹ مارچ کو حاضر درگاہ ہوئے۔

(۱۰۶) سید تفضل حسین صاحب ساکن قصبہ اغوان پور ضلع مرادآباد معہ زنانہ سواریاں بغرض حصول زیارت ۱۵ مارچ سنہ ۱۸ء کو حاضر درگاہ ہوئے۔

(۱۰۷) سید محمد جعفر صاحب معہ سواریاں زنانہ موانہ ضلع مظفر نگر سے بغرض زیارت ۱۵ مارچ سنہ ۱۸ء کو حاضر درگاہ ہوئے۔

(۱۰۸) سید نظیر حسن صاحب امروہہ محلہ حقانی ضلع مرادآباد معہ زنانہ سواریاں بغرض زیارت ۵ مارچ سنہ ۱۸ء کو درگاہ پر حاضر ہوئے۔

(۱۰۹) سید غلام سرور ساکن قصبہ سرسی ضلع مرادآباد بغرض ادائیگی منت ۲۰ مارچ سنہ ۱۸ء کو حاضر درگاہ ہوئے۔

بیوہ رمضان علی صاحب کارندہ لالہ رام چندر خلف لالہ بیجناتھ بغرض ادائیگی منت حصول صحت دختر لالہ رام چندر و لالہ رام چندر خلف لالہ رام چندر مظفر نگر ۳۰ اکتوبر سنہ ۱۸ء کو حاضر ہوئے

اسی طرح ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں زائرین کی تعداد اسوقت تک پہونچ چکی ہے اور برابر روزانہ سو پچاس زائرین آتے ہی رہتے ہیں۔ باینصورت ہر ہر زائر کا نام درج کتاب کرنا اخراجاتِ طباعتِ کتاب میں اصراف بے جا کرنا ہی نہیں بلکہ دشوار ترین ہیں اب صرف ان حضرات کے نام نامی درج کرکے اکتفا کرتا ہوں جو انجمن مرتضوی درگاہ علوی جوگی پورہ کے بارہ سال تک قایم رہنے کی حالت میں سالانہ اجلاس میں شرکت کرتے رہے ہیں۔ زائرین کی مکمل فہرست جب آپ درگاہ عالیہ پر تشریف لائیں گے کتاب الزائرین کو ملاحظہ کرنے پر معلوم ہوسکیگی

(۱) عالی جناب مولانا مولوی سید مقبول احمد صاحب قبلہ مرحوم و مغفور دہلوی۔

(۲) عالی جناب سید ذاکر حسین صاحب اختر

(۳) مولانا مولوی السید سبط حسن صاحب قبلہ واعظ لکھنوی دام فیوضہم۔

(۴) مولانا و مقتدانا السید سبط نبی صاحب قبلہ مجتہد العصر نوگانواں۔

(۵) مولانا و مقتدانا السید یوسف حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر امروہوی

(۶) مولانا و مقتدانا السید ظہور الحسن صاحب قبلہ مجتہد العصر۔

(۷) مولانا و مقتدانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر لکھنوی۔

(۸) شیخ ذاکر حسین صاحب ثاقب لکھنوی

(۹) جناب سید محمد ہادی صاحب عزیز لکھنوی۔

(۱۰) سید کاظم حسین صاحب محشر

(۱۱) نجم آفندی

(۱۲) جناب سید صغیر حسن صاحب شمس دہلوی۔

(۱۳) جناب ابوالقلم مولانا سید منیر حسن صاحب زیدی دہلوی۔

(۱۴) سید محمد احسن صاحب خاور نجیب آباد۔

ے لالہ اوگرسین صاحب سراوگی ایڈ ضلع میرٹھ سے بغرض ادائیگی منت صحتیابی دختر خود ۳۰ اکتوبر حاضر درگاہ ہوئے

(۱۵) مولانا آغا سید محمد رضا صاحب قبلہ طباطبائی ریاست رام پور

(۱۶) عالی جناب مولانا سید محمد صاحب قبلہ دہلوی۔

(۱۷) عالی جناب مولانا حکیم سید مرتضےٰ حسین قبلہ الہ آبادی۔

(۱۸) مولانا نعیم و نسیم صاحبان امروہوی۔

(۱۹) آغا محمد ذکی صاحب مرحوم ساغر مرادآبادی۔

(۲۰) سید آل احمد صاحب نعیم سہسوانی امروہوی۔

نوٹ کتاب ہذا کے اندر بہت سی تحریریں ایسی ہیں جن کی تاریخ زیادہ مقدم مؤخر ہیں جس کی خاص وجہ یہ ہے چونکہ اکثر حضرات کا قیام درگاہ پر بہت دنوں تک رہتا ہے اور کتاب الزائرین میں روزآنہ آمد و رفت درج ہوتی ہے لہٰذا ان کے بعد میں آنے والے لوگ پہلے جاتے ہیں۔ اور کتاب مذکور میں اندراج ہوتا رہتا ہے۔ اب جو وہ صاحب جو پہلے سے تشریف فرما ہیں وہ روانہ ہوئے تو انہوں نے آمد کی تاریخ تحریر کی۔ اس لئے ان کا نمبر تحریر بہت بعد میں ہوا۔ لہٰذا یہ وجہ ہے اس غلط اندراج آمد و رفت کی۔

نوٹ۔ اکثر معجزات دو جملوں میں ختم کر دئے گئے ہیں اگر تمام عبارت کو لفظ بلفظ تحریر کیا جاتا تو بڑی ضخیم کتاب ہوتی۔

نوٹ۔ اس درگاہ پر ہر مذہب کا آدمی اپنے مقاصد میں۔ مثلاً شیعہ سنّی یہود و نصاریٰ۔ مشرک۔ ہنود۔ نصیری وغیرہ وغیرہ آتا ہے اور کامیاب واپس جاتا ہے۔

نوٹ۔ رمضان المبارک کی ۲۰۔۲۱۔۲۲ تاریخ کو درگاہ عالیہ پر عرس ہوتا ہے جس میں ہزارہا بندگان خدا ہر مذہب و ملت کے حاضر ہوتے ہیں اور کوئی امر لہو و لعب نہیں ہوتا۔

قواعد و اصول

ہر ایک دربار کے اصول جداگانہ ہوتے ہیں چنانچہ درگاہ عالیہ بھی جناب امیر المومنین علیہ السلام کے نام نامی سے منسوب ہے لہذا اس کے قوعد بھی پیش ناظرین کرتا ہوں۔

اول یہ کہ کوئی حاجتمند ہو اسکو چاہیئے کہ جب وہ حاضر درگاہ ہو تو پہلے اپنے قیام کا انتظام کرے جب اس سے مطمئن ہو اور درگاہ میں جانے کا ارادہ کرے تو پہلے غسل کرے۔ کپڑے بدلے باوضو ہوکر درگاہ میں جائے تو زیارت جناب امیر علیہ السلام پڑہے۔ جو درگاہ میں لکھی ہوئی ہے جب تک درگاہ کے اندر رہے باوضو رہے۔ حرمت اور عظمت درگاہ کا خیال رہے۔ پھر زیارت مقامات مقدسہ بجالائے اس کے بعد خشوع وخضوع کے ساتھ اپنی عرض حاجت کرے یہ طریقہ ہر ایک حاجت مند کے لئے بہت کافی ہے۔

دویم یہ کہ اگر کوئی بیمار حاضر درگاہ ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ درگاہ عالیہ پر کم از کم چالیس روز قیام کرے۔ یا جب تک حکم ہو قیام کرے اور روزمرہ کنوؤں کے پانی سے غسل کرتا رہے اور چوکی کا مس کیا ہوا پانی برابر روزمرہ بجائے دوا کے پیتا رہے اور دوا کوئی نہ کرے۔ اس لئے کہ درگاہ عالیہؑ ہر مرض کے لئے دوا کا فعل الٹا ہوتا ہے۔ بغیر دوا کے سب مریضوں کو جلد اور کلیۃً آرام ہوجاتا ہے۔ یہ بھی ایک ادنیٰ اعجاز ہے۔

سویم یہ کہ اگر کوئی تمنائے اولاد کی حاجت لے کر حاضر درگاہ ہو تو وہ شب بیداری کرے اور شب جمعہ میں چوکی پہرے۔ یعنی۔ ناریل۔ بادام لبستہ کشمش

چھوارہ اور ایک مٹھائی لقدر حیثیت لے کر، تمام شب ایک طرح پر کھڑا رہے اور برابر
نادِ علیاً مظہر العجائب وربّ لاتذرنی فرداً وانت خیر الوارثین پڑھتا رہے تانماز صبح ایسا
کرے پھر نماز صبح پڑھکر تمام کرے۔ بالخصوص اس عمل کو مستورات زیادہ کرتی ہیں۔
اشیاء مذکورہ بالا نصف اور کچھ نقدی درگاہ پر نذر کرے اور نصف اپنے پاس رکھے۔
اور تھوڑا تھوڑا روز کھائے خداوند عالم اپنی رحمت سے اولاد عطا کرے گا۔

چہارم یہ کہ ہر ایک امر کی آسانی کے لئے کسی منت کا ماننا ضرور ہے جو باعث
خوشنودی خدا اور رسول ہے۔ اور لبعد کامیابی اس کا ادا کرنا بھی لازمی ہے۔ درگاہ
پر عورت و مرد بموجب پابندی اوقات جو درگاہ میں تحریر ہیں حاضر ہوکر عمل
کرتے ہیں اور کامیاب ہوتے ہیں دیہات ہونے کی وجہ سے اعلیٰ قسم کی مٹھائی برائے
مجلس یا نیاز درگاہ پر نہیں ملتی ہے اکثر زائرین یا تو اپنے ہمراہ لاتے ہیں یا درگاہ پر آکر
قصبہ نجیب آباد سے منگوانی پڑتی ہے اور جملہ اشیاء مستعملہ خوردنی وغیرہ قصبۂ جوگی پورہ
سے مل جاتی ہیں خادمان درگاہ ہر طرح سے ہر مرتبہ کے زائر کی سہولت کے ہر وقت
کوشاں رہتے ہیں۔

لفضلہ تعالےٰ زائرین صاحبان کو کوئی تکلیف حتی الوسع نہیں ہوتی ہے خادمان
درگاہ عالیہ حسب ذیل اشخاص ہیں۔

(۱) سید نذر عباس صاحب متولی درگاہ

(۲) سید امتیاز علی صاحب عرف منے علی صاحب

(۳) سید احفاظ الحسن صاحب

(۴) سید شبیر حسین خادم درگاہ عالیہ۔

جملہ نذر و نیاز۔ چڑھاوہ وغیرہ ان میں سے کسی کو حضرات زائرین کو دینا چاہئے۔

گذارش

ہزار ہزار شکر اور احسان اس پروردگار عالم کا ہے جو مالک کون و مکان ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس نے اپنے فضل و کرم سے مجھ جیسے ناچیز اور بے حقیقت انسان سے اس کتاب معجزات درگاہ عالیہ جوگی پورہ ضلع بجنور گنذرگاہ جناب امیر علیہ السلام کو تکمیل کرایا۔ اب امید کرتا ہوں اور دست بدعا ہوں کہ خداوند عالم بتصدق چہاردہ معصوم اسکو خدمت مومنین میں پیش کراکے درجۂ قبولیت پر فرمادے اور تمام مومنین و مومنات اطراف عالم میں پڑھ کر درگاہ عالیہ کا حال معلوم کرکے برائے کامیابی مقاصد دارین حاضر درگاہ عالیہ ہوکر سرکار فیض آثار مالک ذوالفقار صاحب دلدل سوار و مولا حیدر کرار غیر فرار شہنشاہ سخاوت سردار شجاعت آقا علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے مستفیذ ہوں میں نہایت ادب سے گذارش خدمت عالی ہوں کہ میں گاؤں کا رہنے والا نہایت کم علم و آداب محاورات سے نابلد ہوں ربط عبارت کی وجہ سے کوئی صاحب پریشان نہ ہوں اور ظہور عجائبات و شان حصول مقاصد کو بنظر غور پڑھیں اور خاکسار کو غلط فہمیوں اور ناقابل طرز تحریر کو پردہ پوشی میں جگہ دیکر مرہون منت فرمادیں کتاب ہذا میں کچھ ایسی تحریرات شامل ہیں جن پر نوٹ لکھنا ضروری تھا جو پچھلے صفحات میں درج کیے گئے اور ہر ایک برادر ایمانی سے اپنے لئے دعاء خیر کا طالب ہوں۔

ہر کہ خواند دعا طمع دارم   زانکہ من بندۂ گنہگارم

خاکسار

سید شبیر حسین متولی درگاہ عالیہ جوگی پورہ

رباعی

سید را جو غلام شہ والا مدد ہے
لب آ سکتا نہیں شکوہ بے جا مدد ہے
خاک کے نیچے تو سوتے ہیں پڑے صحابہ [illegible]
ہم مصیبت میں کے ہو جاتے ہیں [illegible] مدد ہے

رباعی

آتا اس جا پہ نہیں میرا ہوا ہے خالی
خادم اب تک ترا بیکار پڑا ہے خالی
یوں بھی جا بیٹھوں میں راضی ہوں مقدر میرا
یہ بتا دو کوئی اس در سے پھرا ہے خالی

رباعی

کھلا میں حشر میں جا کر حساب کیا دوں گا
خدا تو خود ہی پوچھے گا جواب کیا دوں گا
عمل تو قابل دوزخ ہیں غیر سے پر جا بھی
غلام ابن علی ہے عذاب کیا دوں گا

رباعی

دید کا شوق جو موسیٰ کو سر طور ہوا
کہا کہ عشق اگر ہے تو پھر جلوہ نما نور ہوا
یہ شرف دیکھئے خود کعبہ میں فرزند کیا
روشن احمد پہ علی نور علی نور ہوا

(از شبیر)

دربار قیامت

تمنا دل کی ہی سامان یہ ہنگام محشر ہو
بزیر عرش خاتون قیامت روز محشر ہو
ہوں جج حسینؑ دفتر کا محافظ انکے قنبر ہو
[illegible]وں مسلمؑ جو نیر افسر علی اکبر کلکٹر ہو
[illegible]الہ تو بجانہ انتظاماً فوج یک سر ہو
[illegible] قاسمؑ ہوں کرنل فوج شاہی کے
[illegible] محمد ہوں سبھی شمشیر حیدر ہو
[illegible] پیادوں کی شیعہ سارے سپاہی ہوں
[illegible] لی جبریلؑ داور ہو
[illegible] سیر لیلے وہ حاضر ہو عدالت میں
[illegible] ے جائیں مجرم جب تو یہ دیکھو
[illegible] و حراست میں ملزم ہوں
[illegible] طلب ہو پھر محمدؐ کی
عدالت میں [illegible] ستم ہو جائے
[illegible] جلدی
حسین ابن علیؑ کی [illegible]

خدا حاکم ہو محبوب خدا اُس کا گورنر ہو
سجے دربار خالق کا علیؑ صاحب کمشنر ہو
مقدمہ کی سماعت میں امام ہر اک اسیسر ہو
خفیفہ کی عدالت کے لئے اجلاس اصغرؑ ہو
کمانڈر انچیف سب لشکر کا عباسؑ دلاور ہو
رسالہ دار پلٹن کا حبیب ابن مظاہر ہو
حرِ غازی خدا کے فضل سے واں فوجی افسر ہو
رواں اس شان سے پھر خلد کو مولا کا لشکر ہو
محکمہ سب ہو باوردی کھلا مولا کا دفتر ہو
کہ جو فراری جنگ اُحد یا جنگ خیبر ہو
کہیں ممبر سقیفے کے کہیں حب وا نتر ہو
بڑا ہی لطف ہو قائم جو فرد جرم اُن پر ہو
ادھر ان ملزموں کی سمت سے شیطاں پلیڈر ہو
سقر میں ان کو لیجاؤ یہ تب حکم پیمبر ہو
سبھی حاضر ہوں لیکن عی پیاسوں کا لشکر ہو
ہر اک مقتول اپنے ہاتھ میں اپنا لئے سر ہو

اُدھر مظلوم حاضر اور اِدھر ظالم حراست میں
شہادت کے ثبوتوں میں یہی چیزیں گواہی دیں
جلانے مارنے پیاسوں کے لٹنے کی گواہی کو
مقرر ثالثی پھر خاندانِ مصطفیٰؐ کی ہو
پھر اسکے بعد پیشی اُمتِ عاصی کی یوں ہوئے
یہ صورت دیکھ کر جوش آئے رحمت کو تو یہ آئے
بڑے مجرم اُمید وار ہو تم یاد یہ رکھنا
خدا پوچھے کہاں پھینکوں تو سر نہوڑا کے یہ کہنا
مقر ہوں میری بدعمالیاں حد سے زیادہ ہیں
نہیں بخشش کے قابل گو مرے عصیاں تو واقف ہے
مری اس عاجزی پر اُنکو لا یوں کہیں میرے
فرشتوں سے کہے قدرت پیالا الگ جو آتا ہے
اسے لیجا کے جنت میں یہ سب چیزیں دلا دینا
یہ سنکر حکم خالق گر کے سجدہ میں کہوں رو رو

بیانات شہادت سامنے ہوں خوں کا محضر ہو
تبر ہو تیر ہو شمشیر بد ایماں کا خنجر ہو
رسن ہو طوق ہو مشک و علم زنجیر و لنگر ہو
سزا تجویز ہر مجرم کی ہو انصاف بہتر ہو
کہ ہر فردِ بشر بارِ ندامت سے جھکے سر ہو
گنہگاران اُمت کیلئے فردوس میں گھر ہو
اُدھر رہنا جدھر تختِ شفیعِ روزِ محشر ہو
بہر صورت میں آئی ہوں [illegible] ی داور ہو
نجات اے خالقِ اکبر مگر بہرِ پیمبر ہو
تراحم جسر وانہ تقنطو کا منبدہ پر درد ہو
یہ خادم ہے ہمارا اسپہ رحمت رب اکبر ہو
اسے فردوس میں لیجاؤ یہ خوش میرا پیمبر ہو
مکان و فرش حوریں ہوں مشرابِ حوضِ کوثر ہو
تری بندہ نوازی کے تصدق رب اکبر ہو

(از شبیر)

ختم شد